

نور افشاں لودیانہ

آفتاب صداقت

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آ کے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے +

نمبر (۳۴) مطبوعہ ۲۱- اگست ۱۸۹۶ء بروز جمعہ جلد (۲۴)

ایڈیٹوریل نوٹس

ہم نے گذشتہ ہفتہ اپنے ایک اڈیٹوریل نوٹ میں اس بات کا بیان کیا تھا کہ ہم نے چند صاحبان سے بذریعہ خط درخواست کی ہے کہ وہ اپنے اپنے خیالات اُس اڈیٹوریل لیڈر کے بارے میں جس کا عنوان "نیم صفات" ہے ظاہر کریں چنانچہ ہم تین تحریریں اس ہی مضمون کے بارے میں اپنے ناظرین کی خدمت میں پیش کرتے ہیں اور ہم نے مناسب سمجھا کہ ان تحاریر کو سلسلہ وار جس طرح کہ وہ ہمارے پاس پہنچی ہیں اڈیٹوریل صفحہ کے شروع سے شایع کریں - ان میں سے ایک تحریر ایک ایسے صاحب کی ہے جو انہی لوگوں میں بڑی سرگرمی اور کامیابی سے کام کر رہے ہیں - دوسری تحریر ایک سرکاری صاحب افسر کی ہے اور صاحب کاروبار کی حیثیت میں آپکی رائے کا اظہار کیا گیا ہے - تیسری تحریر ایک خود مختار منادکی ہے جو خداوند کی خدمت میں ہمہ تن مصروف ہیں - ہمنے اپنے خط میں تین سوالات کے ذریعہ یہہ مضمون پیش کیا تھا - ہمکو اُمید ہے کہ ہمارے ناظرین اُن سے واقف ہونا پسند کرینگے سو ہم اُن کو ذیل میں درج کرتے ہیں - اوّل - مسیحیت کا اس قوم کی طرف کیا رُخ ہونا چاہیئے - دوئیم - کیا اُن کو کمیونٹی یا جماعت کی حیثیت میں مسیحی مذہب کے اختیار کرنے کی ترغیب ہونی چاہیئے ؟

سوئیم - کیا گورنمنٹ سے استدعا ہونی چاہیئے کہ اس قوم کی زمین وغیرہ سے امداد ہو اور کہ وہ تمام نااہلیتیں جو اِن رسوم سے پیدا ہو گئی ہیں دور کیجاویں ؟ +

یہودیوں کی حدیث اور قرآن متعلق کاین

اگرچہ حق و باطل کا مضمون چند ہفتوں سے ختم ہو چکا ہے تو بھی چند اور باتیں قابلِ تذکرہ ہیں جو محمد نے یہودیوں کی حدیث سے نقل کی ہیں - حقیقت میں محمدی مذہب یہودیوں کی باتیں اور نیز محمد کے اپنے بناوٹی دعوے رسالت کے سوا کچھ بھی زیادہ نہیں اگر کچھ زیادہ ہے بھی تو محض اِدہر اُدہر کی اُٹھائی ہوئی باتیں ہیں - ہم ذیل میں چند باتیں کاین کے متعلق درج کرتے ہیں جو یہودیوں سے لیگئی ہیں +

(۱) سورہ مائدہ ۳۰ میں ایک گفتگو کا ذکر ہے جو ہابیل اور کائین میں ہوئی پیشتر اسکے کہ کاین نے ہابیل کو مارا یہہ گفتگو توریت میں مطلق نہیں ہے لیکن یہودیوں کی ایک تارگم ہیں جس کا نام یروشلم کی تارگم ہے لفظ بلفظ پائی جاتی ہے اور محمد نے اُسی سے نقل کی ہے (۲) سورہ مائدہ ۳۴ میں لکھا ہے کہ کوّے نے کاین کے سامنے زمین کو کھودا اور اس سے کاین کو دفن کرنیکا خیال پیدا ہوا - اسبات کا ذکر پرکے ربّی الآزل باب ۲۱ میں درج ہے صرف اتنا فرق ہے کہ اُس میں لکھا ہے کہ آدم اور حوّا نے اِسبات کو دیکھکر لاش کو قبر میں رکھا - یہہ کلام الہی میں نہیں ہے اور محمد نے ضرور یہہ بات یہودیوں سے لی ہے جس طرح سوال کے موقعہ پر محمد باتیں گھڑ لیتا تھا اسی طرح یہودی ربّی بھی گھڑا کرتے تھے معلوم ہوتا ہے کہ کسی وقت کسی نے قیاس کر کے پوچھا کہ کس طرح پتہ لگا کہ لاش قبر میں رکھنی چاہیئے اُس وقت علما نے کوّے کی کہانی گھڑ لی اور محمد نے اسی کو نقل کر لیا - محمد کا الہام اس سے بخوبی ظاہر ہوتا ہے کہ کس قسم کا الہام ہے +

(۳) سورہ المائدہ ۳۵ میں لکھا ہے کہ پس ہمنے اسرائیل کو حکم دیا کہ وہ جو کسی کو جو خونی نہیں یا دنیا میں برائی نہیں کی قتل کرتا ہے ایسا سمجھا جائیگا کہ گویا اُس نے تمام بنی نوع انسان کو قتل کیا ہے لیکن وہ جو کسی جان کو بچاتا ہے ایسا سمجھا جائیگا کہ گویا اُس نے تمام

مُراسلہ

نمبر ۱

مُعظمی مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب نور افشاں

تسلیم۔

میں جناب کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھکو یاد فرمایا اور صلائے عام اشاعت میں فرمائش کی کہ میں بھی اس بھاری اور اشد ضروری مضمون کی بحث میں جو آپکے اخبار نور افشاں مطبوعہ ۱۰۔ اگست ۱۹۲۶ء کے صفحہ ۲۔ کالم اول میں شایع ہوا ہے حصہ لوں۔

مینے مضمون بعنوان "**نیچ ذات**" کو غور سے پڑھا مجھے نفس مضمون سے کامل اتفاق ہے۔ البتہ استعمال جملہ عنوان "نیچ ذات" خوش آواز اور پسند خاطر اُن کے نہیں جن سے وہ نسبت رکھتا ہے۔ مینے دیکھا ہے کہ وہ لوگ ایسے ناموں سے جیسے "نیچ ذات" "چوڑے چمار" "رذیل قوم" بہت رنجیدہ خاطر بلکہ غضبناک ہوجاتے ہیں اور بگڑ اور ہمارے کلام کو قبول نہیں کرتے اور ٹھوکر کھا جاتے ہیں۔ لہذا ہم ان لوگوں کو اس علاقہ میں مندرجہ ذیل ناموں اور جملوں سے بلاتے ہیں "بڑے بھائی" ہندو مسلمانوں کے ستائے ہوئے لوگ" "مظلوم قوم" اور وہ لوگ ایسے جملوں سے خوش بھی ہوتے ہیں۔ گو مجھکو لقب اول "بڑے بھائی" کے استعمال میں اعتراض ہے کہ اس میں تمسخر کی ملاوٹ ہے مگر یہاں کے اُن عیسائیوں نے جو اس قوم سے نکل آئے ہیں اس کو ایسا رواج اور ترجیح دی ہے کہ متکلم اور مخاطب دونوں اس کے استعمال سے خوش ہوتے ہیں اور اس کا روکنا مشکل معلوم ہوتا ہے کہ بہت مفہوم بھی ہوگیا ہے +

پنجاب کے بڑے بڑے شہروں میں ایک اور جملہ ہے جو نہ صرف اس قوم کی طرف بلکہ اُن عیسائیوں سے بھی منسوب کیا جاتا ہے جو اُس میں سے نکل آئے ہیں اور مجھے تو اُس جملہ سے بالکل اتفاق نہیں کیونکہ اُس کے استعمال سے فقط ہنسی ٹھٹھہ کا اظہار ہوتا ہے وہ جملہ دو لفظوں "رائل فیملی" Royal family یعنے شاہی خاندان سے بنا ہے مگر یہ بھی کہہ دینا مناسب ہے نہ اس جملہ کا استعمال ترقی پر نہیں۔

شاید کوئی صاحب مجھکو لفظی تکرار کا ملزم ٹھہرادے مگر یاد رکھنا چاہئے کہ ہمارے چھوٹے چھوٹے الفاظ سے کبھی کبھی نہایت عمدہ یا نہایت خراب پھل پیدا ہو جاتے ہیں اور کہ ہم اپنی باتوں ہی سے راست یا ملزم ٹھہرینگے پنجاب میں چاروں طرف اس قوم کا رجوع اور میلان عیسائی مذہب کی طرف پایا جاتا ہے اور بہت ان میں سے خداوند پر ایمان لاکر کلیسیا میں شامل ہو گئے ہیں اور اُمید قوی ہے کہ بہت انکی پیروی کرینگے اس لئے نہایت ضروری امر یہ ہے کہ ہم ان کی ٹھوکر اور رکاوٹ کا باعث نہ ٹھہریں کیونکہ یہہ خداوند کی مرضی نہیں کہ ان چھوٹوں میں سے کوئی ٹھوکر کھاجاوے +

اب میں جناب کے سوالوں کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

سوال اوّل۔ عیسائی مذہب کا اس قوم کے ساتھ کیا تعلق ہے؟ "پھر وہ (یسوع) ناصرت کو جہاں پرورش پائی تھی آیا اور اپنے دستور پر سبت کے دن عبادت خانہ میں گیا اور پڑھنے کو کھڑا ہوا۔ اور یسعیاہ نبی کی کتاب اُس کو دی گئی اور کتاب کھولکر وہ مقام پایا جہاں یہہ لکھا تھا کہ خداوند کی روح مجھ پر ہے اُس نے اِس لئے مجھے مسح کیا کہ غریبوں کو خوشخبری دوں مجھ کو بھیجا کہ ٹوٹے دلوں کو درست کروں قیدیوں کو چھوٹنے اور اندھوں کو دیکھنے کی خبر سناؤں اور جو بیڑیوں سے گھایل ہیں اُنہیں چھڑاؤں اور خداوند کے سال مقبول کی منادی کروں" لوقا ۴ باب ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ آیات "کہ بیابان میں ایک پکارنیوالے کی آواز ہے کہ تم خداوند کی راہ کو درست کرو اور اُس کے راستوں کو سیدھا کرو۔ ہر ایک گڑھا بھرا جائے گا اور سب پہاڑ اور ٹیلے نیچے کئے جائینگے اور ٹیڑھی جگہیں سیدھی اور ہیٹر راہیں برابر نہیں گی اور ہر ایک انسان خدا کی نجات دیکھیگا" لوقا ۳: ۴۔۵۔۶۔ آیات "اے تم لوگو جو تھکے اور بڑے بوجھ سے دبے ہو سب میرے پاس آؤ کہ میں تمہیں آرام دونگا میرا جوا اپنے اوپر لیلو اور مجھ سے سیکھو کیونکہ میں حلیم اور دل سے خاکسار ہوں تو تم اپنے جیوں میں آرام پاؤگے کیونکہ میرا جوا ملایم اور میرا بوجھ ہلکا ہے" متی ۱۱ باب ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ آیات۔

"اے بھائیو تم اپنی بلاہٹ پر نگاہ کرو کہ اُس میں دُنیا کے بہت سے حکیم اور بہت مقدور والے اور بہت اشراف شامل نہیں ہیں مگر خدا نے دُنیا کے بیوقوفوں کو چُن لیا تاکہ حکیموں کو شرمندہ کرے اور خدا نے دُنیا کے کمزوروں کو چُن لیا تاکہ زور آوروں کو شرمندہ کرے اور دُنیا کے کمینوں حقیروں کو اور انکو جو شمار میں نہیں آتے خدا نے چُن لیا تاکہ انہیں جو شمار میں ہیں ناچیز کرڈالے کہ کوئی بشر اُسکے آگے گھمنڈ نہ کرسکے" خط اول قرنتیوں کو ۱ باب ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸ و ۲۹۔ آیات +

اگر روئے زمین پر کوئی قوم کوئی لوگ ایسے ہیں جو غریب ہوں۔ "ٹوٹے دلوں" "قیدیوں" "اندھوں" "بیڑیوں سے گھایل" "درگو ہا" "ٹیڑھی جگہیں جو ہیٹر راہیں" "تھکے اور بڑے بوجھ سے دبے لوگ" "دُنیا کے بے وقوفوں" "کمزوروں" "کمینوں" "حقیروں" "جو شمار میں نہیں آتے" سے مشابہ ہوسکتے ہیں تو یہہ قوم سب سے پہلے ہے +

خداوند یسوع جو "محتاج نہ تھا کہ کوئی انسان کے حق میں گواہی دے کیونکہ وہ آپ جو کچھ کہ انسان میں تھا جانتا تھا" یوحنا ۲ باب ۲۵ آیت اس قوم سے گویا یوں فرماتا ہے کہ میں تمہاری حالت سے واقف ہوں کہ تم غایت درجہ تک پست کئے گئے ہو اور وہ لوگ جو آپ کو اونچی ذات تصور کرتے ہیں تم کو اپنے پاؤں تلے روندتے ہیں اور تم کو ناپاک اور ملعون اور گندے گنہونے جانتے اور تم پر ہر طرح کا جبر و ظلم جائز خیال کرتے ہیں کہ ایسا بُرا سلوک تمہارا موروثی حق و حصہ ہے کہ یہہ تمہارے پوربلا جنموں کا پھل ہے تم پرلے درجہ کے شودر ہو

خدا نے (جو سب کا خالق ہے اور جس نے سب قوموں کو ایک ہی لہو سے پیدا کیا) تم کو چوہڑے چمار بنایا ہے۔ اُن کے خیال میں تم ملیچھ اور چنڈال ہو۔ تمہارے ساتھ بات چیت کرنا منع۔ تمہاری چھوت بلکہ تمہارے سایہ سے ناپاکی متصور ہے چہ جائیکہ وہ تم سے صحبت رکھیں اور تمہارے گھروں میں جاویں۔ تمہارا کوئی گھر نہیں کوئی در نہیں۔ کوئی جائداد نہیں کوئی کھیت نہیں کوئی زمین نہیں۔ تمہارے کوٹھے جو مرغیوں کے ڈربوں سے کچھ ہی بہتر ہیں دیہات کے ایسی طرف واقع ہیں جو سب اطراف سے بدترین اور صحت سے ہزارہا کوس دور ہوتی ہے۔ پانی وہاں بارہ ماہ کھڑا رہتا جس کا نتیجہ یہہ ہے کہ سخت پُرمرض تعفن ہمیشہ تمہارے گھروں کے چوگرد قائم رہتا اور ہر قسم کا مرض لاحق۔ اونچی ذات کے فاخر لوگ تمہارے گھروں کے نزدیک بلکہ تمہارے دروازوں پر ہر قسم کی میلی چیزیں بلکہ مُردہ مویشی پھینکتے ہیں۔ وہ تم سے ایسی خدمت کے حقدار ہیں جیسے اپنے جانوروں سے۔ تمہاری ترقی خواہ جسمانی یا روحانی ہو اُس کا تو اُن کو خواب میں بھی خیال نہیں آیا۔ تمہاری تعلیم کیا دینی کیا دُنیوی شرعاً منع ہے۔ صدہا سال سے کسی نے تمہاری بہبودی کا خیال تک نہیں کیا چہ جائیکہ عمل کیا جاتا۔ ایسی حالت پشتوں سے چلی آئی ہے اور یہہ گناہ کا ثمرہ ہے کہ بھائی بھائی سے ایسا برتاؤ کرے یہہ انسان کے جانی دشمن کی کرتوت ہے جو شروع سے جھوٹھا اور خونی رہا ہے اور اُس کی خوشی اِسی میں ہے کہ انسانوں میں ہر قسم کی بدی جھگڑے۔ لڑائیاں۔ جدائیاں۔ نفاق۔ ایک دوسرے کی حقارت پیدا کرے اور اُن کو جو اشرف المخلوقات ہیں رذالت اور گمراہی کے گڑھے میں ڈوبے ہوئے دیکھے۔

مگر تو اے میری گم گشتہ بھیڑی خاطر جمع رکھ میں تجھ میں بھی برگزیدوں کا ایک شمار دیکھتا ہوں جو ضرور ہے کہ میری پیروی کرکے اُن مقدسوں میں شریک ہو جو دُنیا کے شروع سے چنے گئے۔ میں آسمان سے آیا ہوں کہ کھوئے ہوؤں کو ڈھونڈوں اور بچاؤں اور میرا مقصد ضرور بر آویگا کیونکہ میں نے صرف باتوں ہی سے جمع خرچ نہیں کیا بلکہ اپنے لوگوں کی جان کے بدلے اپنی قیمتی جان دی ہے اور میں فقط میں ہی اُن کو شیطان کی سخت غلامی اور گناہ کے زور سے خلاصی دے سکتا ہوں۔ مجھ سے پیشتر بہت سے لاوی اور کاہن تجھ ادھ موئے کے پاس سے گذر گئے مگر کسی کو تجھ پر رحم نہ آیا مگر میں ہی تیرے زخموں کو باندھ اور مرہم پٹی لگا کر تجھ کو شفا دے سکتا ہوں کیونکہ میں ہی اکیلا بیماروں کا حکیم و طبیب حاذق ہوں۔ میرے بہت سے نام ہیں مثلاً یسوع۔ مسیح۔ ابن اللہ۔ کلمتہ اللہ۔ ابن آدم۔ جہان کا نور بہشت کا دروازہ۔ اچھا گذریا۔ عجیب مشیر۔ قادر مطلق۔ برہ۔ خدا قادر داؤد کی اصل و نسل۔ صبح کا ستارہ۔ آفتاب صداقت۔ امانت دار گواہ۔ یہودا کے فرقہ کا شیر ببر وغیرہ۔ مگر میں ان سب سے زیادہ ایک اور نام کو پسند کرتا ہوں اور وہ نام میرے اس جہان میں مجسم ہونے کی علت غائی کا اشتہار ہے۔ وہ ہے "گنہگاروں اور محصول لینے والوں کا دوست" پس میں تیرا دوست اور خیرخواہ ہوں اور وہ سب لوگ بھی جو میری پیروی کرتے ہیں کیونکہ فقط میں نے ہی دو کو ایک کیا اور جدائی کی دیوار کو درمیان سے ڈھا کر اپنے لوگوں کو اپنے باپ خدا کے لیے ایک فرزند بنایا ہے تیری مثال اور میرا تجھ سے تعلق ایسا ہے جیسا ایک عورت کے پاس دس درم تھے اور ایک اُن میں کھو گیا۔ اُس عورت نے اپنے کھوئے ہوئے درہم کو بڑی جدوجہد سے ڈھونڈا اور جب تک اُس کو وہ درہم مل نہیں گیا اُس نے آرام نہیں کیا اور تو اُس گم گشتہ بھیڑی کی تشبیہ ہے جو ایک چوپان کی سو بھیڑوں سے علیحدہ ہو کر جنگل کے درمیان بھیڑیوں کے بس میں جا پڑی تھی اور نیک چوپان اُس کو نہیں بھولا تھا بلکہ ۹۹ کو چھوڑ کر اُس گم شدہ بھیڑی کی تلاش میں جنگل و بیابان گذر گیا اور ہزارہا مصائب برداشت کرکے اور بھیڑیوں سے زخم کھا کر فتح مند ہو کر اُس بیچاری بھیڑی کو اپنے گلے میں واپس لے آیا اور تیری مثال وہ مسرف فرزند ہے جس نے اپنے باپ کا مال بدچالی میں اُڑا دیا تھا اور پردیس میں قحط کے ایام میں بیکاری کی حالت میں بھوکھوں مرتا تھا اور بیکس ہو کر سؤروں کی خبرگیری کی خدمت کو خوشی سے منظور کر بیٹھا بلکہ بھوکھ کے مارے اُن چھلکوں سے اپنا پیٹ بھرتا تھا جو سؤر کھاتے تھے کیونکہ صحت بخش خوراک اُس کو میسر نہ تھی ٭

لیکن اے مظلوم قوم تو میری آواز کو دل کے کان سے سُن کہ اس میں تیری بھلائی متصور ہے۔ میں ہرگز ہرگز جھوٹھ کے نزدیک نہیں جاتا۔ میں صادق القول اور امانت دار گواہ ہوں اور میں نے اپنی جان کو حق پر نثار کیا ہے اور جب کہ جھوٹھ سے میری جان بچ سکتی تھی میں نے سردار کاہنوں کی مجلس کے روبرو اور خصوصاً پلاطوس حاکم کے حضور حق پر گواہی دی اور جو حق سے ہے میری آواز کو سُنتا اور قبول کرتا ہے۔ میں راہ اور حق اور زندگی ہوں یوحنا ۱۴ باب ۶ آیت۔ جو کوئی اُس راہ پر چلتا ہے جو میں خود ہوں یعنے میرے کلام پر عمل کرتا ہے بلاشبہہ وہ حق کا وصل کرتا ہے یا یوں کہیں کہ خدا میں جو حق ہے اور اُس میں بلاشک صلح اور قربت اور روحانی رشتہ پیدا ہو جاتا ہے اور ہمیشہ کی زندگی کا وارث ہو جاتا ہے۔ میں تجھے تیری خیرت کے لئے جتاتا ہوں غور و فکر سے شنوا ہو کہ "خدا نے جہان کو ایسا پیار کیا" "اور تو بھی اُس جہان میں شامل ہے" "کہ اپنا اکلوتا بیٹا بخشا تاکہ جو کوئی اُس پر ایمان لاوے ہلاک نہو بلکہ ہمیشہ کی زندگی پاوے" "گناہ کی مزدوری موت ہے پر خدا کی بخشش میرے وسیلہ ہمیشہ کی زندگی ہے۔ میں آیا ہوں کہ خستہ حال گناہ کے مارے ہوئے زندگی حاصل کریں اور ہر قسم کی روحانی برکت پاویں بشرطیکہ اُس کی حقیقی توبہ اور حقیقی ایمان ہو۔ اگر تو سچی توبہ نہ کرے اور اپنی بدراہی اور گمراہی اور حکم عدولی سے جس میں تو ڈوبا ہوا ہے نہ پھرے اور مجھ پر جو انسان کا اکیلا منجی اور درمیانی ہوں ایمان نہ لاوے تو کوئی تجھ کو اس ظلمت اور حقارت اور معصیت اور موت کے گڑھے سے جس میں تو صدہا سال سے متواتر پڑا ہوا ہے نکال نہ سکے گا۔ تیری معصیت تیرا حق اور تیرا خون تیری گردن پر ہوگا۔

بیبل مقدس کے مقامات مذکورہ بالا اور بیانات مندرجہ سے راقم کی غرض یہہ ہے کہ اگر کوئی روئے زمین پر اس قوم مظلوم

کا مصلح الحال ہو تو فقط مسیح اور مسیح کا مذہب ہے جو ہر فرقہ اور اہل زبان ہر ملک و زمان بلکہ دُنیا کی حدوں تک حاوی ہے مسیح اور اُس کے مذہب کے سوا کوئی اور اس قوم کا دستگیر نہیں ہو سکتا۔ سب نے اُس کو مارا سب اُس کو پامال کرتے ہیں مگر خداوند مسیح اور اُسکا دین اس کی دعوت کرتا ہے کہ "اے تو جو سوتا ہے جاگ اور مُردوں میں سے اُٹھ کہ مسیح تجھے روشن کرے گا" خط افسیوں ۵ باب ۱۴ آیت

This is the natural attitude of Christianity towards this Caste.

مسیحی مذہب کا ذاتی تعلق اس قوم مظلوم کے ساتھ یہہ ہے۔

پھر یہہ بات کہ خداوند مسیح اور اُس کے مذہب کے سوا اور کوئی گورو۔ ہادی معلم یعنی پیغمبر اور مصلح الحال ایسے لوگوں کا حامی و مددگار نہ ہوا اور نہ ہے اور شاید نہ ہوگا اور کہ کسی اور مذہب و ملت میں اس درجہ کی حوصلگی و فراخی نہ کبھی تھی اور نہ ہے اور شاید نہ ہوگی میں کہتا ہوں یہہ بات فقط ایک دعوے ہی نہیں جس کا ثبوت نہ ہو بلکہ کامل طور سے پایۂ ثبوت کو پہنچا ہوا دعوے ہے۔

یہودی تواریخ جو شاید سب سے قدیم ترین تواریخ ہے صاف صاف ظاہر کرتی ہے کہ "کسی یہودی کو بیگانے سے صحبت رکھنی یا اُس کے یہاں جانا روا نہیں" اعمال ۱۰ باب ۲۸ آیت۔ عہد عتیق کے مطالعے سے روشن ہو جاتا ہے کہ یہودی لوگ اور غیر اقوام کو کیسی حقارت کی نظر سے دیکھتے تھے اور یہہ خرغا و جنگ منع تھا جس کے سبب کے بیان کرنے کا موقعہ اور نسبت اس مضمون سے تعلق نہیں رکھتا بلکہ یہہ ثابت کرنا ہے کہ قوموں کا ایک دوسرے سے نفرت رکھنا ایک دوسرے کو حقیر سمجھنا اور کہ خداوند یسوع اور اُس کے مذہب کے سوا کسی دوسرے نے دو کو ایک کرنے اور جُدائی کی دیوار کو ڈھا دینے کی سعی و کوشش نہیں کی ایک مسلم مسئلہ ہے۔

مصری لوگ یہودیوں سے نفرت رکھتے اور اُن کو حقیر جانتے تھے جیسا مرقوم ہے "اور انہوں نے اُس کے (یوسف کے) لئے الگ اور اُن کے (یوسف کے بھائیوں کے لئے) جُدا اور مصریوں کے جو اُن کے ساتھ کھاتے تھے علیحدہ چُنا اسلئے کہ مصر کے لوگ عبرانیوں کے ساتھ کھانا کھا نہیں سکتے۔ مصری اسے مکروہ جانتے ہیں" پیدایش ۴۳ باب ۳۲ آیت۔

قرآن تمام کافروں مشرکوں۔ بُت پرستوں۔ ملحدوں کو بلکہ اُن تمام قوموں کو جو اللہ کو واحد اور محمد کو اُس کا رسول نہیں مانتے تہ تیغ کرتا ہے۔ ان کی بہبودی اور اصلاح تو کوسوں دور رہی۔ امریکا کے ریڈ انڈینز Red Indians برما کے کیرینز۔ ہندوستان کے چوہڑے چمار بآواز بلند چلّاتے ہیں کہ "جس کی لاٹھی اُس کی بھینس" والوں نے ہمکو مارا اور کسی نے ہماری خبر نہیں لی۔ البتہ آخرالذکر مظلوم قوم کے سوا سب مذکورہ بالا قومیں گُردے والے دل والے کھیتی باڑی کرتے صاحب حوصلہ آزادی کے خواہشمند تھے اور ہیں بھی مگر ان کا حال تو مجلسی۔ اخلاقی۔ روحانی۔ جسمانی غرض ہر پہلو سے دیکھو بُرا اور خستہ سی خستہ ہے خدا کے سوا کون ان کو ایسی پستی کی حالت اور درجہ سے اُٹھا سکتا ہے۔ انسان میں یہہ طاقت کہاں اور پھر یہہ انسان کے اُٹھائے اُٹھتے بھی نہیں کہ اپنی پستی میں ایسے مست ہیں کہ خدا کی پناہ۔ کہ ان کا مذہب سب سے اونچا۔ بہشت میں ان کو سُنہری جھاڑو و ٹوکرا ملیگا۔ خدا کی قربت ان کو نصیب پس اور کیا چاہئے۔

ذرا ان کے نزدیک تو جاؤ ان سے بات چیت تو کرو اور گہری نظر سے دیکھو گے تو معلوم ہوگا کہ وہ اپنی حالت میں بہت خوش ہیں اور اس میں تبدیلی کے خواہاں نہیں کہ اپنی پستی کو پہچانتے نہیں کہ ان کا یقین ہے کہ خلقت کے شروع سے ہی ایسا چلا آیا ہے لہذا تبدیلی ناممکن اور گناہ ہے کہ خالق کی مرضی کے خلاف ہے۔ شاید میں سوال کے جواب سے بہت دور جا رہا ہوں کہ اس قوم کی اندرونی حالت کا بیان کر رہا ہوں جو کسی اور موقعہ پر ہو سکتا تھا مگر یاد رکھنا چاہئے کہ اگر کسی کو شیطان کے قبضہ سے نکالکر خدا کی بادشاہت میں داخل کرنے میں خدا کی بڑی قدرت درکار ہے تو ان کو سب سے زیادہ پس کون ان کو موت سے زندگی میں تاریکی سے خدا کے عجیب نور میں غلامی سے آزادی بلکہ خدا کے فرزندوں کی آزادی میں لاویگا کہ ان کا جسمانی اور روحانی فیض بخش تبدیل کامل ہو۔ جواب ہے کہ فقط مسیح اور اُس کے صادق پیرو اس اہم مسئلہ کو حل کریں گے اور اس پہاڑ کو گرا دیں گے کہ ان کا زور آسمان سے نازل ہوتا ہے۔

سوال۔ یہہ کیسا زور ہے؟ نہ دولت۔ نہ دنیاوی عزت و حشمت۔ نہ تلوار۔ نہ بادشاہت نہ کسی اور قسم کا انسانی زور نہ کافروں کو خدا کی راہ میں قتل کرنے کا زور۔ بلکہ یہہ زور اور کشش خدا کی خاص ذات پاک سے نکلتا ہے اور اس لئے اُسکو لامحالہ غلبہ ہوا اور ہے اور ہوگا۔ یہہ خدا کی محبت کا زور ہے۔ کلام الٰہی کی ایک سہ لفظی آیت عجیب پُر مضمون آیت ہے اور جس قدر اُس پر غور و فکر خرچ کیا جاوے اُس ہی قدر روحانی فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ "خدا محبت ہے" یوحنا کا پہلا خط ۴ باب ۸ آیت۔

خدا محبت کا چشمہ ہے اور اس چشمہ سے محبت ہمیشہ نکلتی رہتی ہے نہ صرف اس کے خلقی اور پروردگاری کے کاموں میں بلکہ اُس کے بڑے نجات کے کام میں۔ نہ صرف اس حقیقت میں کہ اُس نے ہم کو اشرف المخلوقات پیدا کیا اور ہماری پرورش کرتا ہے بلکہ اس میں کہ جب ہم حکم عدولی کر کے ہر قسم کی مصیبت بلکہ جسمانی اور روحانی موت کے سزاوار ہو گئے اور اُس کی پاک شریعت کے تابع نہ تھے اور نہ ہو سکتے اور تن من سے دشمن تھے اور اپنے جانی دشمن شیطان کی سخت غلامی میں گرفتار تھے خدا کی محبت ہماری خلاصی اور زندگی اور سرفرازی کے لئے زور مارتی اور کھینچتی تھی محبت بشرط ضرورت تکلیف کو گوارا کرتی بلکہ اُس میں خوش ہوتی ہے۔

سوال۔ خدا جو خوشی کا چشمہ ہے کس طرح تکلیف کو گوارا کرے بلکہ اُس میں خوش ہووے؟

جواب۔ "خدا نے جہان کو ایسا پیار کیا ہے کہ اُس نے اپنا

اکلوتا بیٹا بخش دیا تاکہ جو کوئی اُس پر ایمان لاوے ہلاک نہ ہووے بلکہ ہمیشہ کی زندگی پاوے" انجیل یوحنا ۳ باب ۱۶ آیت - ازلی ابدی محبت کے اظہار کے لئے کہ بشرط ضرورت محبت کا اظہار تکلیف سے ہوتا ہے کہ محب اپنے محبوب کے لئے اگر ضرورت ہو تکلیف اُٹھاتا ہے - اور دریغ نہیں کرتا کیونکہ دریغ میں محبت کی کوتاہی ہے - اقنومیت کے اقنوم دوم نے جو خود محبت ہے اس اہم کام کو اپنے ذمہ لیا - مجسم ہوا پورا اور حق خدا اور پورا اور حق انسان بنا - عمانوئیل خدا ہمارے ساتھ ہوا - حکم عدولی اور شریعت کی نافرمانی کی سزا کو جو مجرم انسان کا حق تھا آپ برداشت کیا - مارا گیا - دفن ہوا - پھر تیسرے دن جی اُٹھا آسمان پر چڑھ گیا جہاں سے وہ تیسرے اقنوم کو بھیجتا رہتا ہے جو ان حقیقتوں کو سرکش انسان کے دل پر روشن کرتا اور زندگی بلکہ نوزادگی بخشتا اور اس محبت کے زور کو آشکارا کرتا رہتا ہے کہ اس محبت کا سلسلہ جاری رہتا ہے کہ اس محبت کے محبوب پھر خود محب بنکر اور محبوبوں کی تکلیفوں کو گوارا کرتے اور اُن کو خلاصی اور زندگی دلانے کے لئے اپنی جانوں تک دریغ نہیں کرتے کیونکہ ان کا تعلق محبت کے چشمہ کے ساتھ ہو گیا ہے - جیسا مقناطیس اپنی کشش سے لوہے کو اوپر اُٹھا لیتا ہے ویسا ہی یہہ محبت اپنے محبوبوں کو خواہ وے غایت درجہ تک پست اور خستہ حال کیوں نہ ہوں سرفراز کرتی ہے - یہہ بات ثبوت کی محتاج نہیں کہ ہر ملک ہر قوم اور ہر زمان کی تواریخ اس پر اظہر من الشمس کے برابر شہادت دیتی ہے کہ مسیحی مذہب کی آمد سے پیشتر اور اُس کے بعد کا مقابلہ ظاہر کرتا ہے کہ جہاں جہاں یہہ گیا اپنے ساتھ زندگی - نور - تہذیب - غرض ہر قسم کی ریفارم ساتھ لے گیا اور اپنے محبوبوں کو شرف بخشتا ہے - ہندوستان کا حال ہی دیکھ لو کہ اس محبت والے مذہب کی آمد سے پیشتر یہاں کیا ہی جبر وظلم - کیا ہی جہالت کیا ہی تعصب کی تیغ اُس کی دیگ" کیا ہی ہر قسم کی تعلیم و تہذیب کی لاپرواہی - ڈاکوؤں کا کیا ہی زور - راستے بند - سڑکیں معدوم - ستی اور دختر کشی کا زور - بیماروں بیکسوں بیواؤں اور یتیموں اور لاوارثوں کا نہ کوئی حامی نہ خبر گیر - شفاخانوں کا نام و نشان نہ تھا - عورات کا حال تو پوچھو ہی نہیں کہ سب پر روشن ہے - قصہ کوتاہ کہ ہم طوالت نہیں چاہتے کہ ان مضامین پر کئی ایک صاحبان نے مفصل تحریر کیا ہے اور انکی کتب و رسالجات کے مطالعہ سے یہہ بات پورے طور سے پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ ہندوستان کی پہلی حالت نسبتاً آج کل کی حالت کے سامنے ایسی تھی جیسے اندھا بینا کے نزدیک اور سوتا جاگتے شخص کے - غرض یہہ خداوند مسیح اور اُس کے مذہب کا خاصہ اور جوہر ہے کہ خدا کی ازلی و ابدی محبت اُس کی بنیاد ہے کہ خاک اور راکھ میں بیٹھنے والوں کو شوکت کا لباس پہناوے اور ہر قسم کے پست حالوں اور غریبوں کو سرفرازی بخشے - یہہ مذہب ہر قسم کے کمینہ لوگوں تک جا پہنچتا ہے مگر خود کمینہ نہیں بنتا یہہ اسکا خاصہ ہے - جیسا اُس کے بانی اور خداوند کا تھا کہ محصول لینے والوں اور گنہگاروں کا دوست تھا اور ہر قسم اور ہر درجہ کے لوگوں سے ملتا اور اُن سے بات چیت کرتا - اُن کے گھر کھانا کھاتا مگر اُن کے بُرے کاموں سے داغی نہیں ہوتا تھا ایسا ہی یہہ مذہب ہر گہرائی تک جھککر اپنے محبوبوں کو اونچا اور سرفراز کرتا ہے -

پست اور خستہ حال اور مظلوم قوموں کا حامی اور سرفراز کرنے والا خداوند مسیح اور اُس کے صادق پیروؤں کے سوا اور کوئی نہیں ہو سکتا +

مسیحی مذہب کا تعلق اس ذات سے یہہ ہے +

This is the attitude of Christianity towards this Caste

باقی آیندہ

نمبر (۲)

(۱) مسیحیت کا قدرتی میلان اس قوم کے حق میں ترقی کا باعث ہے کیونکہ مذہب مسیحی کا تقاضا ترقی دینا ہے - تاہم ابتک ہندوستان میں مسیحیت ذات کے متعلق تعصبات پر پوری طور پر غالب نہیں آئی ہے - آثار امید دلانے والے ہیں تو بھی کچھ عرصہ چاہئے - سوشیل تفاوت بلا شک قایم رہیگا جیسا کہ ہر مسیحی ملک سے ثابت ہو چکا ہے تو بھی سوشیل تفاوت اور ذات کے تفاوت میں بڑا فرق ہے حالانکہ بعض لوگ ان کو باہم ملا دینے کی کوشش کرتے ہیں لیکن یہہ ان کی غلطی ہے - بیشک کوشش کرنی چاہئے کہ یہہ قوم مسیحی مذہب اختیار کرلے - لیکن اس غرض سے کہ اُن کی موجودہ سوشیل حالت میں ترقی ہو کوئی یہہ کام کرے گا تو ناکامیاب رہیگا - مذہب کی تبدیل کے ساتھ ہی دل کی ایک سچی تبدیلی ہونی چاہئے اور پھل لگیگا بلکہ اس کا لگنا لازمی ہے اور تمام مشکلات رفتہ رفتہ جاتی رہینگی مثلاً اب بھی نیک مسیحی نیچ ذات میں موجود ہیں اور اُن میں سے جو کارندے ہیں اُن کی غیر مسیحی زمیندار عزت کرتے ہیں کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ اس میں اُن کا فائدہ ہے کیونکہ مسیحی مذہب نیچ ذات کو بھی اپنے مالکوں کی تابعداری کرنا سکھلاتا ہے اور یہہ بھی مانتے ہیں کہ اگر یہہ لوگ دیندار ہوں تو غیر قوم کے مزدوروں کی نسبت بہت اچھا اور دیانتداری سے کام کریں گے اس کی بہت سی مثالیں ہو چکی ہیں اور ہر روز پیش آتی ہیں جب کوئی اس قوم سے اپنی سوشیل حالت کو ترقی دینے کے بہانہ سے مسیحی ہوتا ہے تب مشکل پیش آتی ہے - اس سے بڑھکر کوئی بات مسیحیت کے واسطے مضر نہیں ہو سکتی - لہذا اگر اس مسئلہ کو سوشیل اور مذہبی نظر سے ایک دم معرض بحث میں لاویں تو بہت مشکل ہے اور یہہ کام بہ نسبت میرے کسی زیادہ تجربہ کار شخص کا ہے -

(۲) گورنمنٹ سے انکے واسطے عطائے اراضی کی درخواست کرنے اور تمام ناقابلیتوں کے دور کرنے میں کچھ حرج نہیں ہے لیکن گورنمنٹ سے کوئی اُمید نہیں کرسکتا کہ کسی خاص مجمع پر مہربانی کرنے کے لئے وہ اپنے طریق عمل کو چھوڑ دے مثلاً گورنمنٹ نے بمقام کلارک آباد مسیحی بستی کے لئے کچھ کیا ہے لیکن گذشتہ عام نتیجہ کچھ عمدہ متصور نہیں ہوا - میری عاجزانہ رائے میں

یہہ بڑے بڑے سوالات جس قدر اس قوم کی دنیوی حالت سے متعلق ہیں وقت پر حل ہوجاینگے۔ جب مذہب اور دنیوی فوائد کو ملایا جائے گا ہمیشہ مشکلات رستہ میں حایل ہونگی میری سمجھ میں برٹش حکومت میں ان میں کوئی نا قابلیت موجود نہیں ہے اور اس رائے کے ساتھ میں متفق نہیں ہوں جو ۲۰ اگست ۱۸۹۶ء کے نور افشاں میں ظاہر کی گئی ہے کہ یہہ لوگ قریب قریب غلاموں کی مانند ہیں۔ میری رائے میں ان لوگوں کے چند گاؤں یا بہت لوگ مسیحی ہوجائیں تو مشنوں کے لئے باہم ملکر گورنمنٹ سے ان کی بہتری کے لئے درخواست کرنے کا موقعہ ہوگا۔ یہہ ایک مشن کا کام نہیں ہے کیونکہ ایک مشن کا بہت کم اثر ہوگا

نمبر (۳)

رائے نام کا مسیحی مذہب بہت کچھ پھیل رہا ہے۔ مجھے یقین نہیں ہے کہ اس ملک میں نیچ ذات کے لوگوں کو زمین وغیرہ سے عارضی مدد دیکر مسیحی بادشاہت پھیل سکے۔ البتہ اُن کی قیمتی روحوں کو بچانیکی حتی الامکان کوشش کرنی چاہئے لیکن خوف یہہ ہے کہ لوگ عموماً مسیحی مذہب کو سوشیل ترقی کے لئے قبول کرتے ہیں ہمارا فرض ہے کہ جہاں تک ہوسکے اپنے غریب بھائیوں کی مدد کریں۔ لیکن خوف یہہ ہے کہ جب مذہب کے ساتھ دنیوی مدد ملا دیجاوے تو مسیحیت کے ظاہر کرنے والے ایسے لوگ پیدا ہوسکتے ہیں کہ جن کے سبب سے پنجاب میں خداوند کے کام میں ہرج واقع ہو۔ آپ میرے مطلب کو غلط طور پر نہ سمجھ لیں مسیح ہر ایک روح کو گناہ سے بچانا چاہتا ہے اور ایسے سچے نمونے جا بجا نظر آتے ہیں لیکن یہہ نمونے اُن سے بالکل مختلف ہیں جہاں کہ رسوم مسیحی مذہب کو سوشیل ترقی کا پردہ بنایا جاتا ہے اور مسیح دل سے دور رہتا ہے۔ مجھے ڈر ہے کہ لوگ ایسے مذہب کو سوشیل ترقی اور اراضی وغیرہ کی خاطر قبول کرینگے مجھے اُمید ہے کہ آپ میری طرف ایسی کچی پکی رائے کو ہی منظور فرمائینگے

بقیہ

افشائے راز محمدی

نبوت محمدی کا چرتکار کن۔

جس کا ذکر مظاہر الحق جلد چہارم صفحہ ۵۰۳ باب المبعث وبدی الوحی میں یوں آیا ہے +

وعن عائشة قالت اول ما بدی به رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم من الوحی الرؤیا الصادقة فی النوم فکان لایری رویا الاجاء ت مثل فلق الصبح ثم حبب الیه الی آخر

ترجمہ روایت ہے عائشہ سے کہ کہا پہلی چیز کہ شروع کی گئی ساتھ اس کے حضرت وحی سے دیکھنا خوابوں سچ کا تھا سوتے میں پس تھے حضرت کہ نہیں دیکھتے کوئی خواب مگر کہ آتی تعبیر اسکی مانند سفیدی دم صبح کے پھر دوست کی گئی طرف حضرت کے خلوت اور تھے حضرت کہ خلوت میں رہتے بیچ غار حرا کے۔ پس عبادت کرتے حضرت اس غار میں۔ عبادت کرتے اس غار میں پہلے اسکے کہ مائل اور مشتاق ہوں اپنے اہل کی طرف اور توشہ لیجاتے واسطے عبادت کرتے راتوں متعددہ کے پھر پھرتے طرف خدیجہ کے اور توشہ لیجاتے واسطے مانند مدت ان راتوں کے یہانتک کہ آیا حضرت پر حق یعنے جبرائیل، اس حال میں کہ حضرت غار حرا میں تھے پس آیا حضرت کے پاس فرشتہ پس کہا پڑھ یعنے کچھ پس کہا حضرت نے نہیں میں پڑھ جانتا فرمایا حضرت نے پس پکڑا اس فرشتے نے مجھکو اور بھینچا مجھکو یہانتک کہ پہنچی مجھے مشقت کو۔

پھر چھوڑ دیا مجھکو جبرائیل نے اور کہا کہ پڑھ پس کہا میں نے کہ نہیں پڑھ سکتا میں فرمایا حضرت نے کہ پھر پکڑا مجھکو اور بھینچا مجھکو دوسری بار یہانتک کہ پہنچی مجھے مشقت کو +

پھر چھوڑ دیا مجھکو اور کہا پڑھ پس کہا میں نے نہیں میں پڑھنے والا پس پکڑا مجھکو اور بھینچا مجھکو تیسری بار یہانتک کہ پہنچی مجھے مشقت کو پھر چھوڑ دیا مجھکو اور کہا پڑھ پس کہا میں نے نہیں میں پڑھنے والا پس پکڑا مجھکو اور بھینچا مجھکو تیسری بار یہانتک کہ پہنچی مجھے مشقت کو پھر چھوڑ دیا مجھکو اور کہا پڑھ ساتھ نام پروردگار اپنے کے کہ جس نے پیدا کیا ہے تجھکو اور ہر چیز کو۔ پیدا کیا انسانکو جمے ہوئے خون سے کہ رحم میں ہوتا ہے اور پڑھ پروردگار تیرا بزرگ تر سب سے ہے وہ پروردگار کہ تعلیم کئے بواسطے قلم کے بہت سے علم (اور) سکھائی انسان کو وہ چیز کہ نہ جانتا تھا۔

پس پھرے ساتھ ان آیتوں کے حضرت طرف مکے کے اس حال میں کہ کانپتا تھا دل آپکا یعنے بسبب رعب کے کہ بیٹھا تھا آپکے دل میں پس آئے حضرت خدیجہ کے پاس اور فرمایا دوبار تاکید کے لئے بسبب لاحق ہونے تپ لرزہ کے مارے ڈر کے کہ اوڑھاؤ مجھکو کپڑا۔ اوڑھایا محمد صاحب کو کپڑا یہانتک کہ جاتا رہا ان سے ڈر اور اپنی حالت اصلی پر آئے پس فرمایا خدیجہ کو اس حال میں کہ پہنچائی ان کو خبر اس ماجرے کی۔ البتہ ڈرتا ہوں میں اپنی جان پر:

پس کہا خدیجہ نے نہ گمان کرو تم یا نہ ڈرو ایسا نہ ہوگا قسم ہے اللہ کی نہ رسوا کریگا اللہ تجھکو کبھی اس لئے کہ تم سلوک کرتے ہو ناتے داروں سے اور اٹھاتے ہو تم بوجھ کو۔ اور کماتے ہو مال خیر کیلئے اور دیتے ہو محتاج کو۔ اور مہمانی کرتے ہو مہمان کی۔ (پھر تمہارا دشمن کون ہوگا؟) +

پھر لے گئی محمد صاحب کو خدیجہ طرف ورقہ بن نوفل کے کہ چچا کے بیٹے خدیجہ کے تھے + پس کہا خدیجہ نے اے میرے چچا کے بیٹے سن اپنے بھتیجے کی۔

پس کہا واسطے حضرت کے ورقہ نے اے بھتیجے میرے کیا دیکھتا ہے (گویا یہہ بھی ورقہ کو الہام ہوا ہوگا جو بجائے کیا ہوا تجھکو کہ کیا دیکھتا ہے تو بولا گیا) پس خبر دی ورقہ کو حضرت نے خبر اس چیز کی کہ دیکھی تھی۔ پس کہا حضرت کو ورقہ نے یہہ ناموس ہے۔ کہ بھیجا اللہ تعالی نے موسی پر۔

اے کاشکہ میں ہوتا وقت نبوت اور دعوت تمہاری کے جوان قوی کاشکہ میں ہوتا زندہ یعنے اگرچہ نہ ہوتا قوی اس وقت کہ ہو نکالے گی تجھکو قوم تیری یعنے کفار قریش تیرے شہر سے + پس فرمایا حضرت نے کیا نکالینگے مجھکو وہ؟ کہا ورقہ نے ہاں نکالیں گے تجھکو اور سبب اس کا یہہ ہے کہ نہیں لایا کوئی شخص کبھی مانند اُس چیز کے کہ لایا تو مگر کہ دشمن رکھا گیا ہو وہ اور اگر پاوے مجھکو دن تمہارا تو مدد کروں گا میں تمہاری مدد خوب قوی پھر نہ دیر کی ورقہ نے کہ مر گئے + باقی آئندہ

دیانندی آریوں کا نئی موکو پورانی مشکو نمین بھرنیکی کوشش کرنا

پچھلے ہفتے ہمنے بتلایا تھا کہ پنڈت دیانند کی زندگی میں کچھکو آریا سماجی نمونے کے لایق سمجھتے ہیں کیا کیا خوبیاں پائی جاتی تھیں اور کہ کہانتک اُنہوں نے اُن کے اُن اوصاف کی پیروی کی ہے آج ہم دکھلانا چاہتے ہیں کہ آریا سماج کے ممبروں اور پرچارکون کے اخلاق کیسے ہیں۔ ہم اس بات کا ذکر خصوصاً اس غرض سے کرنا چاہتے ہیں کہ اگر کسی کا اخلاق اچھا ہو تو اُس سے نتیجہ نہیں نکلتا کہ وہ شخص ضروری دیندار ہے مگر تو بھی سچی دینداری کا یہہ نتیجہ ہوگا کہ اُس شخص کا اخلاق ضرور اچھا ہو جیسا کہ اگر نقلی پھول صورت وشکل ورنگت وملائمت میں اصلی کی مانند ہوں مگر تو بھی اصل نہیں ہو سکتے کیونکہ اصلی میں ویسی ہی صورت وشکل ورنگت وملائمت کے علاوہ ایک اور چیز ہے جو نقلی میں نہیں ہو سکتی۔ اب جب ہمکو یہہ بات ثابت ہو جاوے کہ آریا سماج کے ہادی اور اُس کے بہت سے پیرؤں کا معمولی اخلاق بھی اچھا نہیں تو پھر خوانخواہ ہم اس نتیجہ پر پہنچ جاسکتے ہیں کہ آریا سماج میں دینداری پائی نہیں جاتی ہے اس سبب سے یہہ ایک مُردہ سماج ہے +

اگرچہ ہم اس سے پہلے کئی مثالیں اس قسم کی دے چکے ہیں کہ جن سے ہمارا مندرجہ بالا دعویٰ آریا سماج کی نسبت آسانی سے سچا ثابت ہو سکتا ہے مگر تو بھی ہم یہاں اور کچھ شہادتیں صرف اس بات کے ثابت کرنے کے لئے پیش کرتے ہیں کہ مجموعی طور سے آریا سماج میں اخلاق کی پرواہ نہیں کی جاتی۔

اوّل۔ ہم اخبار دہرم جیون سے ایبٹ آباد کے ایک نامہ نگار کی چٹھیوں کا انتخاب پیش کرتے ہیں:-

"میرے آریہ بھائی (مراد دیانندیوں سے ہی) جو باآواز بلند وید وید پکار کر لوگوں کو دھوکھے سے اپنے قابو میں لاتے ہیں اُن کی ایک دو کرتوتوں کا حال میں آپکی خدمت میں عرض کرتا ہوں:-

(پہلی کرتوت)

یہہ لوگ اپنے بیاکھیان میں جن برہمنوں کو پوپ کہا کرتے ہیں اُن میں سے ایک برہمن کو کچھ تھوڑا سا دیکر اُن لوگوں نے خبر دی کہ فلاں دہرم سالہ میں پنڈت صاحب ست نراین کی کتھا کریں گے سب لوگ سُننے کے لئے آویں۔ اس طور پر کتھا کرائی گئی۔ اور اس مکر اور چال بازی سے جو روپیہ اکٹھا ہوا اُس کو اُنہوں نے اینگلو ویدک کالج فنڈ میں بھیجدیا۔ اُس وقت تو عام لوگ کچھ نہ سمجھے لیکن جب اُنہیں پیچھے سے معلوم ہوا کہ یہہ فریب تھا پھر تو کہیں نام تک نہ لیا +

(دوسری کرتوت)

۱۵ مارچ ۱۸۹۶ء کی رات کو ایک طوایف بلائی گئی اور ایک اعلیٰ ممبر آریہ سماج کے یہاں ناچ کا جلسہ ہوا۔ خوب شراب کباب کا بھی دور چلا بعضوں نے اس فاحشہ عورت کے ساتھ ویسب ناگفتہ بہ اور ناجایز چھیڑ چھاڑ بھی کی کہ جو ایسے موقعوں پر اکثر ہوا کرتی ہے۔ افسوس صد افسوس"

دوئم۔ پشاور کے ایک اور نامہ نگار کے مندرجہ ذیل الفاظ بھی جو اُسی اخبار میں شایع ہوئے اخذ کرتے ہیں:-

"میں یہہ تحریر بطور شہادت کے بھیجتا ہوں۔ دیانندی فرقہ نے فحش اور گندہ الفاظ کہکر نہ صرف ہندوؤں کو اپنا دشمن بنالیا ہے بلکہ دیکھا جاتا ہے کہ اُن کے ہر لکچر میں ہندو بیچارے کیا بلکہ ہر ایک مذہب کی توہین کی جاتی ہے"

سوئم:- ۱ اپریل ۱۸۹۶ء کے دہرم جیون میں وڑکی کے حالات میں ذیل کے الفاظ درج ہیں:-

"وہاں ایک پکّے اور مشہور دیانندی نے اپنی بیوی کے انتقال کے بعد ایک طوائف کے ساتھ نیوگ کرنا شروع کیا کہ جس سے وہ اُس مشہور مرض میں مبتلا ہوئے کہ جو عموماً ایسے نیوگ کا نتیجہ ہوتا ہے"

اُسی اخبار میں لکھا ہے کہ:-

"گوجرانوالہ سے ایک صاحب لکھتے ہیں کہ وہاں کی آریہ سماج میں گپّوں زٹلوں اور شراب نوشی کی خوب ترقی ہے"

چہارم۔ بابو کُندن شاہ ساکن الموڑہ جو وہاں کی آریہ سماج کے سکریٹری تھے اپنے ایک خط میں جو ۱۱ جولائی ۱۸۹۶ء کے بھارت جیون میں چھپا ہے مرقومہ ذیل سطور لکھتے ہیں:-

"وہ ایک آریہ جو کہ اپنے تئیں اوروں میں پردہان سمجھتے ہیں وہ قصابوں کے یہاں سے چار پیسے روز کا گوشت منگایا کرتے ہیں اس کے سوائے کئی دفعہ میں اُن کو فاحشہ عورتوں کے گھر بھی دیکھ چکا ہوں۔ جب ان سے اس بارہ میں کچھ کہا گیا تو کہتے ہیں کہ ہماری ماں کے برابر ہیں . . . .

جبکہ ایسے آدمی ہوں جو مُنہہ سے کچھ کہیں اور کریں کچھ تو سماج بھلا کب رہ سکتی ہے! اس پر سبھاسد وغیرہ شہر کے لوگ کہتے ہیں کہ جب پردہان اُپ پردہان اور منتری وغیرہ کے ایسے کرم ہیں تو پھر ہمارا ممبر ہونا فضول ہے"۔

پنجم۔ گورداسپور کے ایک مُسلمان کی شہادت بھی جو اخبار دہرم جیون مورخہ ۱۷ ستمبر ۱۸۹۵ء میں شایع ہوئی ہم پیش کرتے ہیں:-

"میرا بہت عرصہ تک آریہ صاحبوں سے تعلق رہا ہے خصوصاً اُن شخصوں سے جو اس فرقہ کے سرگروہ بڑے حامی پکے دیندار۔ اور پنڈت دیانند صاحب کے نقش قدم پر چلنے والے۔ ویدک کالج کے واسطے سیکڑوں روپیہ جمع کرنے والے سمجھے جاتے ہیں (مصلحتاً ان کا نام نہیں لکھتا) چنانچہ اُنہوں نے مجھ سے بھی اس فنڈ کے واسطے چندہ لیا۔ بہ سبب اس تعلق کے ان صاحبوں کے برتاؤ ورویہ اور حقیقت سے بہت کچھ واقفیت حاصل ہوئی لیکن بغور نظر کی تو سوائے نفس پروری . . . . وتعصب کے اور کچھ نہ دیکھا" +

ہمیں یقین ہے کہ ہم اپنے ناظرین کو اپنے دعوے کو ثابت کرنے کے لئے کافی سے زیادہ شہادتیں پیش کر چکے ہیں کہ جس سے وہ

انسانی کے ساتھ اس نتیجہ پر پہنچ جا سکتے ہیں کہ آریہ سماج میں مذہب اور دینداری کا ہونا تو کہیں رہا معمولی اخلاق کی بھی پرواہ نہیں کی جاتی جو لوگ آریہ سماج کے حالات سے واقف ہیں وہ جانتے ہیں کہ آریہ سماج حقیقت میں مذہبی فرقہ ہی نہیں ہے اس میں صرف ملکی ترقی کے لئے لوگوں کو اپنی طرف مائل کرنے کے لئے وید اور مذہب کا دم بھرا جاتا ہے*

بقیہ

ڈاکٹر کیلاگ صاحب کا لیکچر

سلسلہ کیلئے دیکھو نور افشاں نمبر ۳۱ صفحہ ۴ مطبوعہ ۳۱ جولائی ۱۸۹۶ء

اس مضمون کو ختم کرنے سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہو کہ ہم اس بات پر غور کریں کہ یہہ پُرمعنی الفاظ اُس کی کون کونسی باتوں پر عاید ہو سکتے ہیں۔

(۱) یہہ الفاظ یسوع کی تعلیمات پر عاید ہوتے ہیں۔ ہمارے زمانہ میں بہت لوگ مذہبی صداقتوں کے صاف صاف بیانات کو پسند نہیں کرتے۔ پر اس بات پر کوئی شک نہیں لا سکتا کہ یسوع نے کثرت سے اِس قسم کے بیانات پیش کئے ہیں۔ اُس کی تعلیم میں کوئی بات ایسی نہیں پائی جاتی جو اپنے مطلب میں کم صاف یا دھندلی سی یا ذومعنی ہو۔ مثلاً اُسنے صاف الفاظ میں بتلا دیا ہے کہ آدمی گو اپنے زعم میں اپنی نسبت اعلیٰ اور عمدہ رائے رکھتا ہے پر در اصل وہ "گناہ کا غلام" ہے اور اسی سبب سے وہ "کھویا ہوا" بھی ہے اور اگر از سرِ نو پیدا نہو۔ کسی ضابطہ اور رسم کے ادا کرنے مثلاً بپتسمہ پانے یا برہمنی جنیو کے پہننے سے نہیں۔ بلکہ روح قدس سے۔ اگر یوں سرِ نو پیدا نہو تو وہ "خدا کی بادشاہت میں داخل" نہیں ہو سکتا۔ پھر اُس نے یہہ بھی بتایا کہ چونکہ لوگ ایسی کھوئی ہوئی اور گم گشتگی کی حالت میں ہیں اس لئے میں جو ابن آدم ہوں اُن کو "ڈھونڈھنے اور بچانے" کے لئے آیا ہوں۔ ایسی ہی وضاحت کے ساتھ اُس نے یہہ بات بھی بتائی کہ میں نہ تو اپنی تعلیم سے اور نہ اپنے نمونہ سے بلکہ اپنی قربانی کی موت کے وسیلے یعنی "اپنی جان کو بہتوں کے بدلے میں" دیکر بچانے آیا ہوں اور آخر میں اُسنے یہہ خبر دی کہ میں بڑے جلال اور قدرت کے ساتھ ایسی دُنیا میں پھر آؤنگا اور اُس وقت تمام بنی آدم کا انصاف کرونگا اور ہر ایک شخص کو موت کی خاک سے اُٹھا کر اپنے تخت عدالت کے سامنے کھڑا کرونگا تاکہ وہ اپنے کئے کا حساب دے۔ تب میں اُن کو جنہوں نے مجھکو اپنا خداوند اور منجی اور نمونہ سمجھکر قبول کیا ہے ہمیشہ کی زندگی عطا کرونگا اور نا قبول کو ہمیشہ کے عذاب کے سپرد کرونگا۔ مسیح کی تعلیمات ایسی ہی تھیں۔ لوگوں کا ان پر اعتراض کرنا نہ اس بات کی نفی کرتا اور نہ اس میں کچھ فرق پیدا کرتا ہے کہ مسیح نے یہہ تعلیمات ضرور دیں۔ بلکہ بہت لوگوں کا معترض ہونا اور اُن کے قبول کرنے سے انحراف کرنا مسیح کے الفاظ میں اور بھی زور پیدا کر دیتا ہے اور اُنہیں زیادہ پُر مطلب بنا دیتا ہے۔ کیونکہ اُس نے اپنی ان تعلیمات کی نسبت بھی یہہ کہا تھا کہ "آسمان اور زمین ٹل جائیں گے پر میری باتیں ہرگز نہ ٹلیں گی" پس اگر ہم یہہ نہیں مانتے کہ وہ ایک کفر گو اور دہوکے باز آدمی تھا اور نہ یہہ ہی مانتے ہیں کہ وہ در حقیقت دیوانہ تھا تو پھر ہمکو ضرور تاً یہہ ماننا پڑیگا کہ جو کچھ اُس نے انسان کی بربادی کی نسبت کہا جو گناہ کے سبب واقع ہوئی اور جو کچھ خود اُس کا منجی ہونے اور بروز حشر آپ بنی آدم کے انصاف کرنیکی نسبت فرمایا وہ سب کچھ اب ایسا ہی تازہ ہے جیسا اُسوقت جبکہ اُسکی زبان سے یہہ کلمات نکلے۔ اور کہ وہ ایسی سچائی ہے جس میں کچھ تبدیلی آئی ہے اور نہ آئیگی۔ کیونکہ اُس نے یہہ دعویٰ کیا کہ "آسمان اور زمین ٹل جائینگے پر میری باتیں ہرگز نہ ٹلینگی"۔

(۲) پھر اُس کے یہہ الفاظ اُس کے احکام پر بھی عاید ہوتے ہیں۔ اُس نے نہ صرف تعلیمی باتیں اور مسایل ہی بتائے۔ بلکہ زندگی کے لئے شریعت بھی بخشی اور وہ ایسی شریعت ہے جس کو سب لوگ بالاتفاق پسندیدہ اور قابل تسلیم سمجھتے ہیں۔ *ان* وہ شریعت محبت کی شریعت ہے۔ چنانچہ وہ ہم سب کو یہہ حکم دیتا ہے کہ ہم خدا کو اپنے سارے دل اور ساری جان اور اپنی ساری سمجھ سے پیار کریں اور اپنے بھائیوں کو ایسا جیسا آپ کو۔ اور اُس نے جیسا کہ متی ۵-۱۰ ابواب میں پایا جاتا ہے یہہ سکھایا کہ اس شریعت کا علاقہ صرف بیرونی افعال ہی سے نہیں بلکہ اُسی قدر اُس کا تعلق ہر خیال اور جذبہ اور خواہش سے بھی ہے جو دل میں گذرتے رہتے ہیں۔ اُس نے خوب توضیح سے بتا دیا کہ جو خیال اور خواہش اور رجحان اُس عظیم محبت کے ساتھ مطابقت نہیں رکھتا جو ہمیں خدا کے ساتھ رکھنی چاہئے اور نیز اُس پیار کے ساتھ میل نہیں کھاتا جو ہمیں اپنے ابنائے جنس سے کرنا چاہئے وہ گناہ ہے۔ اور خدا اُسے بمنزلہ گناہ شمار کریگا۔ اس اخلاقی شریعت پر بھی اُس کے وہ الفاظ جو اب زیر نظر ہیں عاید ہوتے ہیں۔ ہاں پہاڑی وعظ میں اس اخلاقی شریعت کے متعلق یسوع نے اسی قسم کے الفاظ اپنے مطلب کو بالتوضیح ادا کرنیکے لئے استعمال فرمائے تھے۔ "جب تک آسمان اور زمین ٹل نہ جائیں ایک نقطہ یا ایک شوشہ توریت کا ہرگز نہ ٹلے گا جب تک سب کچھ پورا نہ ہو"

یہہ الفاظ اُس کی آگاہی بخشنے والے کلمات سے بھی علاقہ رکھتے ہیں۔

مسیح نے آگاہ کرنے والی باتیں کثرت سے بیان کیں ہیں اور ان میں سے اکثر بہت خوفناک بھی ہیں۔ اُس نے آگاہ کرنیوالی باتوں میں کسی خاص درجے اور مرتبے کے لوگوں کی رعایت نہیں کی۔ وہ اُن کے لئے جو عیسائی کہلاتے ہیں اُن کی نسبت جو غیر اقوام کے ہیں کچھ کم خوفناک نہیں۔ جیسا وہ اس کے شاگردوں کے لئے سنجیدہ اور پرزور ہیں ویسا ہی ہندوؤں اور محمدیوں اور آریاؤں اگناسٹک مت والوں اور ملحدوں کے لئے بھی ہیں وہ لکھتا ہے کہ جو اپنے بھائی پر بے سبب غصہ ہوگا عدالت میں سزا کے قابل ہوگا۔ کہ اگر ہم توبہ نہ کریں تو ہلاک ہو جائیں گے اگر ہم اس پر ایمان نہ لائیں تو ہم پر سزا کا حکم کیا جائیگا۔ کہ مُردوں کی قیامت ہوگی پر اُن کے لئے جنہوں نے بدی کی ہے سزا کی قیامت

ہوگی۔ وہ خود باپ کے جلال میں آئے گا اور ہر ایک کو اُس کے اعمال کے موافق بدلہ دیگا اور بہت لوگ اُس کے لبوں سے ہمیشہ کے عذاب کا فتویٰ سُنینگے۔ ہم ان الٰہی بخشش باتوں کو اور دل کی طرح نظر انداز کر سکتے ہیں۔ اور اُنہیں اپنے دل سے یہہ سمجھکر کہ وہ بے چینی پیدا کرتی ہیں شل اور دور نکال سکتے ہیں یا اور لوگوں کی طرح نکتہ چینی اور حرف گیری کام میں لا سکتے ہیں اور اپنے اور دوسروں کی تسلّی کے لیے یہہ ثابت کرنے کی کوشش کر سکتے ہیں کہ خدا بڑا رحیم ہی ممکن نہیں ہو سکتا کہ وہ کبھی ان باتوں کو کسی کے حق میں بھی پورا کرے۔ علیٰ ہذا القیاس۔ پر یہہ یاد رہے کہ ہماری بے پرواہیوں۔ ہماری حرف گیریوں۔ اور ہماری نکتہ چینیوں کے مقابل یسوع کے پُر زور الفاظ موجود ہیں جو سنجیدگی کی سنگینی سے نہایت پُر زور ہو رہے ہیں۔ آسمان اور زمین ٹل جائینگے پر میری باتیں ہرگز نہ ٹلیں گی۔

پھر یہی الفاظ یسوع کے وعدوں پر بھی عاید ہو سکتے ہیں۔ اس کے لئے ہمکو خدا کا شکر گذار ہونا چاہئے کیونکہ کون مسیح کے وعدوں کو جلدی سے شمار کر سکتا ہی۔ کہیں معافی بخش رحمت کا وعدہ ہی اور کہیں قوت بخش فضل کا۔ کہیں پاکیزگی بخش قدرت کا اور کہیں جلالی قیامت کا۔ دیکھو۔ اُس کے وعدوں کو۔ وہ کہتا ہی کہ جو کوئی بوجھ سے لدا ہوا میرے پاس آئیگا میں اُسے آرام دونگا۔ کہ اگر کوئی شخص میرے پاس آئیگا تو میں اُسے ہرگز نکال نہ دونگا۔ وہ فرماتا ہی۔ میں اپنی بھیڑوں کو ہمیشہ کی زندگی دیتا ہوں اور وہ کبھی ہلاک نہونگی۔ جو مجھ پر ایمان لائے اگرچہ وہ مرگیا ہو تو بھی جیئیگا۔ البتہ وہ ہمکو اس بات کا یقین دلاتا ہی کہ اگر ہم اُس کے وفادار شاگرد بننا چاہیں تو یہہ یاد رکھیں کہ دُنیا میں ہمپر مصیبتیں آئینگی۔ پر ساتھ ہی وہ یہہ بھی کہتا ہی۔ جو کوئی میری خاطر گھر یا بھائی یا بہن یا ماں باپ یا جورو یا بال بچوں کو چھوڑتا ہی وہ ہمیشہ کی زندگی کا وارث ہوگا۔ نہ وہ ہماری جسمانی حاجتوں کو بھولتا ہی کیونکہ وہ ہمیں بتلاتا ہی کہ ہمارا آسمانی باپ جانتا ہی کہ ہمکو خوراک اور پوشاک کی ضرورت ہی اس لئے وہ ہمکو حکم دیتا ہی کہ ہم اُنکی فکر اور تشویش میں مُبتلا نہ رہیں کیونکہ اگر ہم پہلے خدا کی بادشاہت اور اُس کی راستبازی کو ڈھونڈیں گے تو یہہ ساری چیزیں تمہیں دی جائینگی پھر وہ یہہ فرماتا ہی کہ میں زمانہ کے آخر تک تمہارے ساتھ ہوں۔ اور کہ اگر تم کوئی چیز میرے نام سے مانگو گے تو میں وہ تمہیں عطا کرونگا پھر کہتا ہی کہ اگر تم وفادار رہو تو میری زبان سے یہہ الفاظ سنو گے۔ اے اچھے اور دیانتدار نوکر شاباش تو اپنے خداوند کی خوشی میں شامل ہو۔ یہہ کیسے عظیم وعدے ہیں۔ وہ ہمارے استحقاق سے اس قدر اونچے اور اپنی جلالی صورت میں موجودہ حالات سے اس قدر بلند اور بالا ہیں کہ لوگوں کو اُن کو ماننے بھی مشکل معلوم ہوتی ہی۔ پس چاہئے کہ ہم مسیح کے ان الفاظ پر "آسمان اور زمین ٹل جائیں گے پر میری باتیں" "میرے وعدے کبھی نہ ٹلیں گے" اور بھی توجہ سے غور کریں۔ اگر یہہ صحیح ہیں تو ہمارا ان پر تکیہ کرنا گویا ایک ایسی چیز پر تکیہ کرنا ہی جو نظام مجودات سے بھی زیادہ محکم اور پایدار ہی۔ ستاروں کا آج رات اس گنبد نیلگون پر دکھائی دینا یا آفتاب کا مشرق سے کل پھر طلوع ہونا ایسا یقینی امر نہیں جیسا یہہ کہ یسوع اپنے وعدونکو جو اُس نے کئے پورا کریگا +

اب ہم ایک اور بات بیان کر کے اس مضمون کو ختم کریں گے اور وہ یہہ ہی کہ یسوع کے یہہ الفاظ اُس کی نبوتوں سے بھی علاقہ رکھتے ہیں +

ہاں یہہ الفاظ پہلے خاصکر نبوتوں ہی کے علاقہ میں اُس کی زبان سے نکلے تھے۔ اور اِن سے یہہ نتیجہ نکلتا ہی کہ انجیل کی منادی ضرور سب قوموں کے درمیان کیجائیگی۔ کیونکہ یسوع نے اُس کی نبوت کی ہی۔ اُس زمانہ کے لوگوں کو یہہ بات خواہ کیسی ہی ناممکن معلوم ہوئی ہو پر ہمکو یہہ ماننا پڑتا ہی کہ ہمارے زمانہ میں قریباً لفظ بلفظ پوری ہو چکی ہی۔ خواہ تمام قومیں تلوار اور آگ سے اُس کی مخالفت کریں۔ جیسا کہ گذشتہ زمانہ کی قوموں نے کی۔ تاہم اس مخالفت سے اس نبوت کے پورا ہونے میں کچھ فرق نہ آئیگا۔ جس طرح زمانہ ماضی میں ہوا اُسی طرح زمانہ آئندہ میں بھی انجیل کی منادی ہوتی رہیگی تاوقتیکہ ساری قوموں میں اس پیغام کی بشارت نہ دی جائے کیونکہ یسوع یہہ فرماتا ہی "آسمان اور زمین ٹل جائیں گے پر میری باتیں ہرگز نہ ٹلیں گی"۔ اور جب یہہ ہو چکیگا تب آخر ہوگا۔ کیونکہ اُس نے صاف اُس کی بھی خبر دی ہی۔ ہندو اور محمدی اور عیسائی سب متفق ہیں کہ ایک کٹھن ساعت دنیا کے درپیش ہی۔ اور کہ اُس کے موجودہ انتظام میں ایک انقلاب کسی نہ کسی دن آنے والا ہی یسوع نے بھی اس بات کی خبر دی ہی اور یہہ نبوت کی ہی کہ یہہ آخر اُس وقت ہوگا جب اُس کی انجیل کی منادی تمام قوموں میں گواہی کے لئے ہو چکے گی۔ ہاں اُسی وقت ایسا ہوگا کیونکہ اُس نے فرمایا ہی کہ "آسمان اور زمین ٹل جائیں گے۔ پر میری باتیں ہرگز نہ ٹلینگی" اور آخر کار اسی دُنیا کے درمیان جس میں اُس کی انجیل کی منادی ہر جگہہ ہو چکی ہی گو سب لوگوں نے اُسے قبول نہیں کیا وہ بجلی کی چمک کی طرح آسمانی بادلوں پر اپنی قدرت اور جلال کے ساتھ ظاہر ہوگا۔ اور سب مُردہ اُس کی آواز سنکر قبروں سے نکل آئینگے بعض زندگی کی قیامت کے لیے اور بعض سزا کی قیامت کے لئے ممکن ہی کہ ہم یہہ کہیں کہ ان باتوں کا ماننا بہت مشکل ہی۔ ہاں مشکل ہی۔ پر یسوع نے اسی گفتگو کے ضمن میں جس میں اُس نے یہہ نبوتیں کیں یہہ بھی کہا کہ "آسمان اور زمین ٹل جائیں گے پر میری باتیں ہرگز نہ ٹلینگی"۔

ایک لازمی نتیجہ۔

اس قدر مطلب ہاں بلکہ اس سے بھی زیادہ ان الفاظ کی وسعت اور حدود کے اندر پایا جاتا ہی۔ اور جس قدر کوئی شخص مسیح کی مسلّم خصلت کو مدنظر رکھکر غور کرتا ہی اُسی قدر وہ اس نتیجہ پر پہنچ کیا جاتا ہی کہ وہ جس نے یہہ الفاظ اپنی زبان سے نکالے۔ جس کے پاک ہونے میں کچھ شک اور شبہہ نہیں یا تو محض ایک مسکین آدمی تھا جس کی عقل میں فتور پیدا ہوگیا تھا مثل کئی اور دیوانوں کے جو اپنے آپ کو خدا سمجھتے

تھے۔ یا وہ وہی تھا جو ہونے کا دعویٰ اُس نے کیا یعنی خدا کا بیٹا۔ خدا کے ساتھ ایک وہی کام کرنے والا جو خود باپ کرتا ہے۔ اور اُسی طرح سب کچھ جاننے والا جس طرح باپ جانتا ہے۔ اگر یہہ سب باتیں اُس میں نہ تھیں تو بیشک وہ دیوانہ تھا۔ پر اگر دیوانہ نہ تھا تو بالضرور خدا تھا۔ کیا کوئی بآسانی اِس نتیجہ سے گریز کر سکتا ہے؟ طالب

دیکھو خُدا کا برّہ!

خاتم النبین حضرت یحیٰی نے خداوند یسوع کو دیکھ کر لوگوں کو اشارہ کیا کہ دیکھو خدا کا برّہ!

شاید آپ اے ناظرین نور افشاں یہاں پر ایک سوال پوچھینگے کہ خدا کا برّہ کون ہے؟ اور اس سے کیا مطلب اور مقصد ہے؟ اس کے جواب میں ہم آپ کو توریت شریف کے ملاحظہ کرنے کی رغبت دلاتے ہیں وہاں حضرت موسیٰ پیغمبر کی معرفت اللہ تعالیٰ جل شانہٗ نے اپنی قوم بنی اسرائیل کو ارشاد فرمایا کہ ایک برّہ بیداغ قربان کر کے اُس کے خون کو دروازوں پر لگاویں تاکہ ملک الموت کے لئے جو رات میں مصریوں کے پہلوٹوں کو ہلاک کرنے کو آویگا نشان ہو جس مکان پر یہہ ہو لگا ہوگا وہاں سے ملک الموت درگذر کریگا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ ایک ہی رات میں مصریوں کے پہلوٹے ہلاک کئے گئے اور خدا نے اس خون کے وسیلہ اپنی قوم بنی اسرائیل کو ہلاکت سے بچایا۔ اگر ہم ایک محمدی مشہور مصنف کے ذیل کی تحریر کو تھوڑی دیر کے واسطے سچ مان لیں کہ آریہ لوگ قبطی ہیں جو بوقت غرق مصریاں بھاگ کر ہندوستان میں سکونت پذیر ہوئے اور اس نہایت پرانی بات کے ثبوت میں محمدی موصوف برہمنوں کے ایک فرقہ مُصر نامی کو پیش کرتا ہے تو ہم اس وقت سے بچ جاتے ہیں اور اس راز کے سمجھنے میں عجیب قسم کی آسانی حاصل ہوتی ہے کہ ہندوؤں کے دروازوں پر بارہا کبھی گیرو کے اور کبھی پسے ہوئے چاولوں کے چھاپے جو شبیہ بشبہر اور وہ بعدہٖ ہر ملک میں دیکھے جاتے ہیں اگر فی الحقیقت بنی اسرائیل کے خون کے چھاپوں کی تقلید ہی نادانستہ نقل نہیں تو پھر اور کیا ہے اور اسی کے ساتھ ناگ پنچمی میں سانپ کی پرستش جو ہندوؤں میں جاری اور ساری ہی ایک اور دلیل اسبات کی ہے کہ کسی نہ کسی صورت میں ہمارے قدیم آریہ برادر یہودیوں کی ریس کرنے میں نہایت۔ تیز دست تھے۔ توریت شریف میں مرقوم ہے کہ جب بنی اسرائیل میں زہریلے سانپ بکثرت لوگوں کو کاٹنے لگے اور لوگوں نے معافی چاہی تب حضرت موسیٰ نے پیتل کا سانپ بحکم خدا بیابان میں بلندی پر رکھا جس نے اُس پر نظر کی وہ بچ گیا معلوم ہوتا ہے کہ رفتہ رفتہ امتداد زمانہ میں لوگ زود اعتقادی اور خوش مذہبی میں گرفتار ہو کر اُس سانپ کی پرستش کرنے لگے یہاں تک کہ ایک دیندار بادشاہ نے اُسے تُڑوا ڈالا ہم ایک اور بادشاہ اخسویرس کی بابت جانتے ہیں کہ وہ ہندوستان تک پر حکمران تھا اُس کے زمانہ میں جابجا یہودی پراگندہ ہو کر اُس کی سلطنت اور مملکت میں آباد ہوئے گمان ہوتا ہے کہ اُنہیں سے ہمارے آریہ بھائیوں نے یہہ عادت سیکھی جو آج تک اُن میں مروج ہے۔ پس کیا تعجب ہے کہ یجروید کی قسم قسم اور طرح بطرح کی قربانیاں جو اگلے زمانہ میں آریوں میں مروج تھیں اور اب بھی درگا اور کالی کے استھانوں پر بھیڑ بکریوں کی قربانیاں اور گوالیر میں بھینسے کی وہی نقل ہے جس کا رواج یہودیوں میں خداوند مسیح کے آنے تک پایا گیا۔ درحقیقت ہندوستان میں ایک ایسا زمانہ تھا کہ آریہ ورت کی زمین قربانیوں کے خون سے رنگین رہتی تھی۔ دُنیا میں کوئی جھوٹ مشکل سے ملیگا جو سچ سے نہ پیدا ہوا ہو جعلی سکہ اور جعلی نوٹ وغیرہ اس کی نظیریں دیکھ لیجئے۔ پس ممکن ہے کہ ہندوؤں نے اُسی اصلی برّہ کے بلدان کی بابت اپنے بزرگوں سے کوئی نہ کوئی روایت حاصل کی اور اس کو مدت دراز تک عمل میں لائے اور اب بھی جابجا عمل میں ہے۔ اب سوال ہے تو یہہ کہ اگر خداوند یسوع مسیح خدا کا برّہ ہو کر ذبح نہیں ہوا اور توریت شریف میں یہی علامت مدرجہ کمال شایع اور ذایع نہیں ہوئی اور آریوں نے اُنہیں سے سیکھ کر اپنے یہاں اس کا رواج نہ دیا تو یہہ بتانا قریباً محال ہوگا کہ ہندوستان کی تعلیم یافتہ اقوام سے لے کر وحشی دراوڑی تک اس رسم نے کیونکر رواج پایا ہر ایک کے ضمیر میں یہہ بات کیونکر قیام پذیر ہو گئی کہ دیوی بغیر خون بہائے رضامند نہیں ہوتی اور تاثیہ برہمنہ میں وہ اصلی مرد کون ہے جو خالق کی مانند ازل سے ہے جس نے دیوتاؤں کے لئے اپنے آپ کو بلدان کیا۔ یہہ ایک طرف کی رویت ہے مگر اسی آئینہ کی دوسری طرف پشت پر ایک اور تصویر خون آلودہ مینڈھوں بکروں بچھڑوں گایوں اونٹوں کی ہم کو وہی سبق یاد دلاتی ہے جو صدہا سال پیشتر ایمانداروں کے باپ ابراہیم خلیل اللہ نے موریہ کے پہاڑ پر اپنے اکلوتے بیٹے اضحٰق کے علامتی خون سے کھینچی ہے بچپن میں ہم کو مولوی صاحب نے تعلیم دیتے ہوئے عید الضحیٰ کی عیدی فارسی زبان میں آئے سال از بر کرائی جو ابتک یاد ہے۔ آپ بھی سُن لیجئے سہ

عید قربان رسید بسم اللہ + فدیہ این ست سبیل اللہ
از پئے حاجیان بیت اللہ + مرحبا مرحبا جزاک اللہ

مسلمانوں کے پیغمبر محمد صاحب ساری عمر اسی بات پر فخر کرتے رہے کہ انا ابن الذبیحین یعنی محمد صاحب نے فرمایا کہ میں دو ذبیحوں کا بیٹا ہوں اول کی بابت مصنف آفتاب عالمتاب صفحہ ۲۴۶ پر یوں تحریر کرتا ہے کہ عبد المطلب (محمد کے دادا) نے چوتھی مرتبہ خواب دیکھا کہ نذر اپنی پوری کر یعنی ایک بیٹا دس بیٹوں میں سے ذبح کر قرعہ عبد اللہ (محمد کے باپ) پر آیا مگر ایک کاہنہ عورت کی صلاح سے چند مرتبہ کے ہیر پھیر سے قرعہ عبد اللہ کے بدلے سو اونٹوں پر پڑا اور وہ ذبح کئے گئے۔ پس محمدی خوش فہمی نے عبد اللہ کو ذبیح اللہ ٹھہرایا دوسری کی بابت مصنف مذکور صفحہ ۱۰ پر یہہ لکھتا ہے



کہ بہ نظر اس کے کہ برادر جد (دادا کا بھائی) بھی جد (دادا) کہلاتا ہے جیسے پسران یعقوب کا قول قرآن میں ہے کہ ہم عبادت کریں گے اپنے باپ کے خدا اور اپنے دادے اسحاق اور اسمٰعیل اور ابراہیم کے خدا کو پس محمد صاحب نے اسی لحاظ زیر و بالا سے اپنا خطاب انا ابن الذبیحین قرار دیا۔ ہم محمدی صاحبان سے بہ ادب التماس پرداز ہیں کہ اگر در حقیقت اسحٰق کی قربانی میں کوئی علامت عظیم اور اسرار ضخیم پوشیدہ نہیں تھا تو اُس کے عوض میں برہ کی قربانی کیا مطلب رکھتی ہے اور اس میں کیا فضیلت پوشیدہ تھی جس کے حاصل کرنے کو محمد صاحب نے اپنا باپ اسمٰعیل چھوڑ کر اسحٰق کو باپ قرار دیا ہندوستان میں ایک مثل مشہور ہے کہ جوٹھا کھائے میٹھے کو اور پھر محمدی علما محمد صاحب کو اس زمرہ میں شامل کرنے کو ایک اور حدیث سُناتے ہیں کہ مرتے وقت محمد صاحب نے اقرار کیا کہ یہودی عورت کا زہر جو وہ پیشتر اُس نے بکری کے گوشت میں محمد صاحب کو کھلایا تھا میری رگ جان کو قطع کرتا ہے پھر اس قربانی کے تمام و کمال ثواب حاصل کرنے کو علمائے محمدیہ ایک اور روایت رقم کرتے ہیں کہ حضرت امام حسن ناف سے اوپر اور حضرت امام حسین ناف سے نیچے محمد صاحب کے ہم شکل تھے ان میں سے اول زہر سے اور دوسرا تیغ شمر ذوی الجوشن سے میدان کربلا میں تشنہ آب ہو کر واحباب شہید ہوا نتیجہ یہہ کہ اُن دونوں میں ہو کر خود محمد صاحب قربان ہوئے چنانچہ عوام محمدیوں کے منطق نے وہی عقیدہ تراشا جو ہم مسیحی خداوند مسیح کے حق میں حضرت یوحنا کی ہی اور بائبل کی تعلیم رکھتے ہیں کہ وہ گنہگاروں کے لئے ذبح ہوا محمدی بولتے ہیں کہ محمد صاحب نے اُمت کے لئے نواسے قربان کئے۔ جناب من یہہ تو اُس آیت کا غلط چربہ ہے جو یوحنا کی انجیل میں یوں آئی ہے کہ خدا نے جہان کو ایسا پیار کیا کہ اُس نے اپنا اکلوتا بیٹا بخشا تاکہ جو کوئی اُس پر ایمان لاوے ہلاک نہو بلکہ ہمیشہ کی زندگی پاوے۔ اے ناظرین باتمکین اس سارے بیان بالا سے آپ پر روشن ہو گیا ہوگا کہ در حقیقت اصل حقیقت کیا ہے اور اس قربانی اور بلیدان کی بنیاد کہاں سے شروع ہو کر کیوں کر کلوری کے پہاڑ پر خدا کے اکلوتے بیٹے خداوند یسوع المسیح سے بحسن و خوبی انجام پذیر ہوئی اسی خداوند ہی کے فرمان کے مطابق کہ ہر ایک بات دو یا تین گواہوں کے منہہ سے ثابت ہوگی۔ یہاں پر خاتم النبین حضرت یحیٰی کا دعویٰ یہہ ہے کہ دیکھو خدا کا برہ جو جہان کا گناہ اٹھا لیجاتا ہے چنانچہ وہی خدا کا برہ اس بات کے کہنے کے تیسرے برس صلیب پر چڑھ کر جہان کا گناہ اٹھا لیگیا اس پر ہندو محمدیوں اور وحشی اقوام در دراز کی قربانیاں گواہ ہیں۔ پس مقدمہ ثابت۔

راقم

کیدار ناتھ واعظ انجیل۔ از فرخ آباد

واقعات اور رائیں

دیانندی سکول ماسٹر کی خرابی

مورخہ ۱۲ ماہ اگست سنہ ۹۶ء کو ایک عجیب و غریب ماجرا گذرا ہے۔ کہ جس کے سُننے سے کلیجہ مُنہہ کو آتا ہے۔ مسمی نورنگ لال ماسٹر دیانندی سکول اجمیر پانچویں جماعت کو ہسٹری پڑھا رہے تھے جس میں کہ حضرت محمد صاحب کی وفات کا ذکر تھا۔ ٹیچر نے انگریزی سے یوں ترجمہ کیا۔ کہ "محمد مر گیا"۔ ان کلمات کے سنتے ہی قطب الدین طالب العلم جامہ سے باہر ہو گیا۔ اور جیسا کچھ مُنہہ میں آیا بیچارے ماسٹر سے سخت سُست کہا۔ اس پر ہیڈ ماسٹر صاحب نے طالب العلم پر ۴ جرمانہ کیا۔ دوسرے روز جرمانہ ادا کر کے اور گڈ کانڈکٹ کا سرٹیفکیٹ لیکے بیچارے ماسٹر کی چھاتوں سے خوگت بنائی طرہ یہہ کہ کسی کے پکڑ نہیں آیا اب ماسٹر نے عدالت میں استغاثہ دایر کیا ہے۔ اور محمدیوں کا ارادہ ہے کہ دیانندیوں پر توہین مذہب کا مقدمہ قایم کریں۔ اسباب کے لئے اجمیری محمدیوں نے مورخہ ۱۴۔ اگست

ایکزیکٹو مجلس کی جو نتیجہ سے ہفتہ آیندہ خبر دیجائیگی + نامہ نگار

انڈین کرسچن ایسوسی ایشن کو راجپوتانہ

"انڈین کرسچن ایسوسی ایشن" راجپوتانہ کا چھٹواں جلسہ جناب بزرگ پادری تارا چند صاحب کے مکان پر مورخہ ۰۔ اگست سنہ ۹۶ء کو منعقد ہوا اور کارروائی تفصیل ذیل کے مطابق ہوئی۔

(۱) تمام بھائی لوگوں نے ایک گیت گایا۔ (۲) ایس پی جی مشن سکول کے ہیڈ ماسٹر صاحب نے پُر جوش دعا کی (۳) مسٹر ایس ولیم صاحب نے ایک پُر تاثیر درس بزبان اُردو در بارہ "صداقت" دیا۔ (۴) پریسیڈنٹ صاحب نے فرمایا کہ ہمارے سابق خزانچی کا تبادلہ کانپور کو ہو گیا ہے۔ انجمن کو لازم ہے کہ جدید خزانچی انتخاب کرے۔ جناب بزرگ پادری رنگ بہادر صاحب کی تحریک اور مسٹر۔ ٹی۔ ایونس کی تائید پر جلسہ کی جانب سے چرچ آف انگلینڈ مشن سکول کے ہیڈ ماسٹر صاحب خزانچی مقرر ہوئے۔ (۵) خزانچی نے رائے پیش کی کہ صاحب اخبار نورافشاں کا شکریہ ادا کیا جاوے۔ کہ ماہ گذشتہ کی کارروائی آپنے اپنے اخبار گوہر بار میں شایع کی تھی۔ مسٹر لے فاربس صاحب۔ ہیڈ ماسٹر میتھوڈسٹ مشن سکول نے تائید کی۔ بعد ازاں جلسہ نے اڈیٹر صاحب کا شکریہ ادا کیا۔ (۶) اسسٹنٹ سکرٹری کی تحریک اور مسٹر ایس ولیم صاحب کی تائید پر انجمن نے ووٹ دیئے کہ چرچ آف انگلینڈ مشن سکول کے ہیڈ ماسٹر جلسہ آیندہ کے لئے لیکچرار مقرر ہوں۔ (۷) خزانچی نے تحریک کی کہ جلسہ کی کارروائی تمام مسیحی اخبارات کے لئے بغرض اندراج ارسال کیجاوے۔ ریورنڈ تارا چند صاحب نے تائید کی اور فرمایا۔ کہ علاوہ دیگر اخبارات کے اخبار نورافشاں کو ضرور روانہ کیجائے۔ کیونکہ نورافشاں قریباً تمام دیسی مسیحیوں کے درمیان تشریف لیجاتا ہے۔ بعد کثرت رائے جلسہ یہہ رائے پاس ہو گئی۔ (۸) پریسیڈنٹ صاحب نے فرمایا کہ اضلاع غربی و شمالی

انڈین کرسچن ایسوسی ایشن الہ آباد سے انجمن کی آیندہ بہتری کی نسبت خط وکتابت کیجائے۔ اور مسٹر الفریڈ نندی صاحب بیرسٹر ایٹ لا گورکھپور سے استدعا کی جاوے کہ وہ اپنا انگریزی ماہوار پرچہ انجمن کو بھیجا کریں۔ تائید کی گئی کہ سکرٹری صاحب اس کام کو اپنے ذمہ لیویں (۹) عید وعا و برکت کلمات جلسہ برخاست ہوا۔ امید ہو کہ ناظرین اس انجمن کے لئے دعا کریں گے تاکہ روز عید اور شب شب برات ہوا کرے۔ نامہ نگار

رپوٹ

۱۳- اگست ۱۸۹۶ء۔ افسوسناک خبر۔ کل ۱۱ تاریخ ماہ حال کو صبح کے وقت کشتی آدمیوں اور جانوروں سے پُر ہو کر رورڑ کے پتن سے پار کو جانے کے واسطے چھوٹی۔ جب دریا کے درمیان پہنچی تو طغیانی نے ایسا زور مارا کہ ملاح چلا پڑے کہ کشتی ڈوبی۔ کشتی ڈوبی۔ نہایت کوشش کی گئی مگر کچھ حاصل نہ ہوا آخرکار کشتی ڈوب ہی گئی۔ دریا اس قدر موجزن ہو کہ نہر اور پتن وغیرہ سب بند ہیں۔ پہاڑوں پر شدت سے بارشیں ہو رہی ہیں۔ نینا دیوی کا سنگ آج کل بڑے گروہوں میں جارہا ہو۔ خدا خیر کرے موسم خراب ندی نالے طغیانی پر ہیں۔ قسم قسم کے امراض اور طغیانی کی بلا میں مبتلا ہونے کا ڈر ہو +

(نامہ نگار)

ملکوں اور شہروں کی مختصر خبریں

چترال کی طرف ایسا امن امان ہو کہ فوج کو سوائے سڑکوں کی درستی کے اور کام نہیں +

مالاکنڈ کا بھی یہی حال ہو جہاں سپاہ رستوں کو درست کر رہی ہو +

آگرہ میں دو دیہاتی پکڑے گئے ایک لڑکے کو قتل کیا تھا اُس کے دل سے دوائی بنائی تھی +

لکھنؤ میں دیہات سے قحط زدہ رعایا آرہی ہو میونسپلٹی نے ان کے لئے جھونپڑیاں بنادیں +

آیندہ سال برما یقیناً لیجسلیٹو کونسل حاصل کرے گا۔ ساتھ لفٹنٹ گورنری بھی +

۱۴- اگست کو پارلیمنٹ کا اجلاس رخصت کے لئے بند ہوا +

حضور ملکہ معظمہ نے اپنی سپیچ میں اپنی سلطنت کی حالت امن و دوستی کا ریویو کیا +

گذشتہ سنیچر سے آجتک مصر میں ۱۲۰۰۰ آدمی صرف ہیضے سے مرچکے ہیں +

واشنگٹن پایہ تخت اضلاع متحدہ امریکہ سے بذریعہ تار خبر آئی امیدِ فصل کپاس اچھی نہیں +

کہیں کثرت بارش سے کہیں کمی سے نقصان ہوا۔ دُنیا کی تجارت پر اثر پڑے گا +

میڈیگاسکر کی خبروں سے ظاہر ہوا وہاں بالکل بغاوت پھیلی ہو +

۱۴- اگست کی خبر لنڈن ہو کہ جہاں فرنچ افسر نہیں لوٹیرے وڈاکو راج کر رہے ہیں +

وسط ہند میں پھر سخت بارش ہوئی اور طوفان مزید کی طرف بڑھ رہا ہو +

فیض آباد میں سب جج گونڈہ کا مقدمہ رشوت جاری ہو عجیب راز ظاہر ہو رہے ہیں

ایک عجیب ماجرا ہوا کہ سیٹھ اپنے روزنامچہ حوالہ وکیل کر کے غائب ہو گیا تلاش جاری ہو +

۱۲ کی رات کو بندر بمبئی میں ایک جہاز کو آگ لگ گئی بہت مال بھرا تھا ۳ گھنٹہ میں غرق ہوا +

۱۳- اگست لنڈن کی خبر ہو طاقتہائے یورپ نے کریٹ کے متعلق یونان سے پھر جواب طلب کیا +

کہتے ہیں اس نے جواب دیا ہو کہ ہم اپنی طرف سے بہت کوشش کر رہے ہیں رعایا نہیں مانتی +

کریٹ میں ترکوں کے ظلموں سے عیسائی رعایا افروختہ اور قابو سے نکلی جاتی ہو +

۱۲- اگست کے اجلاس کامنس میں مسٹر کرزن نے کہا کریٹ بارود کی میگزین بن گیا ہو +

اُنھوں نے منظور کیا کہ یونان کو کریٹ میں ہتھیار لانے سے روکنا چاہئے اور امن قایم کرنا +

لیکن اُنھوں نے کہا اس کام کے لئے انگلینڈ بالکل مدد نہیں کرسکتا جبتک سلطان امن کا عہد نکریں +

۱۲- اگست کو خبر آئی کرنل پلمر نے متابل مفسدوں کو بالکل سیدھا کر دیا ہو +

۱۲- اگست لنڈن کی خبر ہو کہ حضور ملکہ معظمہ نے حکم دیا ۶۰ برس کے کمل ختتام حکومت سے پہلے کوئی نمائش نکیجاوے +

یہہ مبارک موقع تمام دنیا میں نہایت دھوم سے ہوگا۔ حضور ملکہ معظمہ ۶۰ برس کا راج ختم کرینگی +

۱۳- اگست لنڈن سے خبر آئی طاقتہائے یورپ کا مشورہ متعلق کریٹ بغیر نتیجہ کے ہو +

کریٹ میں ایک مذہبی مکان میں پادری کو زندہ جلایا گیا اور ۲۵ عیسائیوں کو تہ تیغ بیدریغ کیا گیا

چین کی تمام تجارت جو ممالک غیر سے ہوتی ہو اسکا قریب ۸۰ فیصدی اکیلے انگلستان کے ہاتھ میں ہو +

مسٹر آر۔ سی۔ سرکار صاحب جنرل مرچنٹ اجمیر کا خورد سالہ طفل نونہال نقرئی کڑے پہنے تھا کسی عیار نے اوتار لئے پولس تلاش میں ہو۔ پتہ ندارد۔

مسمی ایڈمی۔ بوآحن گارڈ کو بجرم چرانے لالٹین کے سزا قید ہوئی۔ اطالیان ریلوے عبرت پکڑیں +

آج کل ریلوے میں رڈکشن ہو رہا ہو۔ بیچارے غربہ

مضامین مفید المبتدین

کتوں سے بچو۔

رومی لوگوں کا قاعدہ تھا کہ گھر کے سامنے کتے باندہ دیتے تھے اور ایک تختہ جس کے اوپر یہہ لفظ ہوتے تھے۔ لٹکا دیتے تھے۔ "کتوں سے بچو" اس طرح لوگ اُس کے نزدیک نہیں آتے تھے۔ اکثر آدمی کتوں کی مانند ہیں جن سے ہمکو بچنا چاہئے۔ کیونکہ بائبل میں لکھا ہو۔ کتوں سے بچو بُرے لوگوں سے بچو۔ غلیظ کتوں سے بچنا چاہئے۔ کیوں وہ تمہارے کپڑے خراب کردیں گے۔ اسی طرح سے بُری صحبت خراب کرتی ہو۔ لالچی کتوں سے نفرت آتی ہو۔ اسی طرح بعضے آدمی کبھی بس نہیں کرتے۔ ہمیشہ ناخوش۔ بڑبڑاتے اور تنگ رہتے ہیں۔ چڑے ہوئے کتے سے بچ کر رہو۔ جو ہمیشہ شور کرتا اور کلکلی تار رہتا ہو۔ اس کی مانند بھی بہت آدمی ہیں کبھی غصہ ور آدمی سے دوستی مت کرو۔ کیونکہ وہ تم کو خوش نہیں کرسکتا۔ سلیمان کیا کہتا ہو؟ لڑنے جھگڑنے والے آدمی دنیاوی برائی میں خوشی ڈھونڈھتے ہیں اور کبھی بہشت میں داخل نہیں ہوسکتے ان میں اور لیلے کی مانند حلیم شخصوں میں کتنا فرق ہو۔ مسیح سے مانگو کہ وہ تم کو اپنا مزاج سکھائے۔ کیونکہ اُس میں نجات اور تسلی ہو۔ وہ تسلی جو اُس نے وعدہ کیا ہو کہ روح القدس کے ذریعے دیگا۔ اور اگر تمہارے اندر یہہ نجات کی اُمید اور تسلی نہیں تو اپنے دل میں دیکھو۔ ضرور کوئی رکاوٹ وہاں ہوگی جو اس مبارک تسلی کو اندر نہیں آنے دیتی +

مئی کی ۲۹۔ تاریخ

ہندوستان میں بہت کم کو معلوم ہو کہ یہہ دن ولایت میں کیوں مشہور ہو۔ اگر ہم ڈھائی سو برس پیچھے دیکھیں تو ہم کو معلوم ہو جائیگا۔ چارلس دوم بادشاہ تھا اور اپنی رعیت سے لڑ رہا تھا۔ ایک لڑائی میں اُس کو شکست ہوئی۔ اور غریبانہ کپڑے پہن کر بھاگ گیا اور اپنی جان بچائی لوگوں نے اس کو ایک گھر میں جو جنگل میں چھپا ہوا تھا۔ چھپا دیا۔ کچھ دن کے بعد اُس نے کچھ خوراک جیب میں ڈالی اور ایک درخت پر چڑھ گیا۔ ابھی اس کو بہت دیر نہیں ہوئی تھی۔ کہ سپاہی اُس گھر میں آئے اور کونہ کونہ ڈھونڈہ ڈالا۔ کہ کہیں بادشاہ تو چھپا ہوا نہیں۔ وہ ضرور چھپا ہوا تو تھا۔ پر بغیر چالاکی کے اُس کو ڈہونڈہ نہیں سکتے تھے۔ اس کے بعد بادشاہ کے لوگ اُسکا جنم دن Celebrate کرتے وقت یعنے جنم دن کی یادگاری کے اس درخت کو جو ولایت کا قدیمی درخت ہو بہت عزیز جانتے اور اُس کے پتے کو پہنتے۔ یہہ بادشاہ ہر دل عزیز نہیں تھا۔ تو بھی اس قصے سے ہم سبق دوسرے بڑے بادشاہ کی بابت سیکھ سکتے ہیں۔ جو ہمیشہ زندہ ہو اور کبھی شکست نہیں کھاتا۔ اس درخت کے بیچ ایک بادشاہ تھا۔ ہم بھی اپنے دل میں ایک بادشاہ یعنے مسیح کو چھپا سکتے ہیں۔ بڑے آدمی اور امیر اگر اُس سے نفرت کریں تو کریں۔ لیکن اُس کی مرضی یہہ ہو۔ کہ سب چھوٹے لڑکے اور لڑکیوں کے دل میں سکونت کرے۔ یہہ عجیب بات ہو کہ ایک بادشاہ ہمارے دل میں رہے۔ اور ایسا بادشاہ جس کی تمام دنیا موجودات ہو۔ اور جس کا تخت آسمان پر ہو۔ جس کی چمک سورج کی چمک سے کہیں زیادہ ہو۔ ایک غریب عورت جو لب گور تھی بہت خوش معلوم ہوئی۔ اُس کے پادری نے پوچھا تمہارے دل کا حال کیسا ہو۔ اس نے جواب دیا کہ بہت خوش۔ کیونکہ مسیح یہاں ہو اور اُس نے میل کو ہاتھ لگایا۔ اور یہاں اور اُس نے دل کو چھوا۔ اور وہاں اور تب خوشی سے آسمان کی طرف دیکھا۔

کیسی خوشی کی بات ہو کہ مسیح ان سب جگہوں میں ہو۔ اگر میں کوشش کرکے سب کچھ جو لوگوں نے اس قدیمی درخت اوک کی بابت کہا ہو بیان کروں۔ تو کتابیں بھر جائینگی۔ کیونکہ اوک درختوں کا بادشاہ گنا جاتا ہو۔ جیسے گلاب پھولوں کا سردار ہو۔ ایک خاص بات ہو جو کہ چھوڑ جانی نہیں چاہئے۔ کیونکہ اُس پر غور کرنے سے مسیح کا رشتہ زیادہ صاف ہوتا ہو۔ رومی قوم اوک کی پتی کا ہار بناتی تھی۔ اور یہہ عزت کا نشان اُس آدمی کے واسطے تھا جو لڑائی میں کسی شخص کی جان بچاوے۔ یہہ بہت ہی عزت دار ہار تھا۔ اس کو پہن کر کسی مجلس میں چلا جائے۔ سب اہل مجلس اُٹھکر اُس کی تعظیم کرتے۔ کیا ہمکو اُس کا قصہ یاد نہیں آتا جس نے اپنی جان ایک کے واسطے نہیں لیکن تمام دنیا کے واسطے دی جس نے نہ صرف بدن بچائے لیکن روحیں بچائیں۔ لیکن افسوس ابھی دنیا نے مسیح کو عزت دینا نہیں سیکھا۔ یہودیوں نے اُس کا انکار کیا۔ وہ انہوں پاس آیا اور انہوں نے اُس کو قبول نہیں کیا آج کے دن اگر ہزاروں اُسکی عزت کرتے ہیں لیکن کتنے ہزار ہیں جو اسکو جانتے بھی نہیں۔ کیا ہم اور آپ یہہ خوشخبری لوگوں کو نہیں دے سکتے۔ ہم اُسکو اپنے دل میں لیویں عزت دیویں۔ اور دلاور سپاہی ہو کر اُس کی پیروی کریں۔ آدمیوں کے سامنے اُس کا اقرار کریں۔ اور اپنی جوانی کے دنوں میں اپنے مالک کو یاد کر کے اُس کی نعمتوں کا بدلہ جہاں تک ممکن ہو دیویں ہمکو چھوٹے بچوں کا سا دل رکھنا چاہئے جو فرمانبرداری کے واسطے ہمیشہ تیار رہو۔ کیا کوئی خیال کر سکتا۔ کہ وہ بچہ (متی ۱۸ : ۲۔ ۳) جس کو مسیح نے بلایا کہ برکت دیوے۔ تھوڑی دیر ٹھہر کے آیا ہوگا کیا ممکن ہو کہ اُس بچے نے اپنے دل میں کہا ہوگا کہ خبر نہیں یہہ آدمی میرے ساتھ کیا کریگا۔ میرا اس کے پاس جانا فائدہ مند ہو کہ نہیں نہیں وہ ایک دم مسیح کے پاس آگیا اپنی برکت کا حصہ پا گیا۔ اور مسیح نے اُس کو پیار کیا اور اُس نے مسیح سے پیار کیا۔ یہہ فرمانبرداری کا بڑا بھید ہو کہ ہم ایک دم سے آجائیں اور اپنی مرضی کو چھوڑ دیں۔ اگر ہم تھوڑی سی اپنی مرضی باقی رکھ لیتے ہیں تو اتنی برکت کھو دیتے ہیں۔

پادری اُلمن صاحب اور اُن کی وفات

پادری جے۔ ایف۔ اُلمن صاحب جن کے نام نامی سے سب ہندوستانی مسیحی واقف ہیں ۱۰۔ اگست ۱۸۹۶ء کو اس دارِ فنا سے عالمِ بقا کی طرف رحلت کر گئے۔ صاحب مرحوم ۱۸۱۷ء میں ملک جرمنی کے شہر برلن میں پیدا ہوئے اور گاززمشن کے متعلق ۱۸۳۶ء میں مشنری کی حیثیت سے ہندوستان میں وارد ہوئے۔ ۱۸۳۸ء میں امریکن پرسبٹیرین مشن سے تعلق پیدا کیا۔ پھر ۱۸۴۹ء میں فرخ آباد پرسبٹیری نے اُن کو خادم الدین کے عہدہ پر مقرر کیا۔ صاحب مرحوم مدت تک فرخ آباد میں کام کرتے رہے۔ بعد اس کے کئی اور شہروں میں یعنی اٹاوہ۔ سہارنپور۔ راولپنڈی اور ڈیرہ دون میں انجیل کی بشارت دیتے رہے۔ ۱۸۵۷ء کے غدر میں وہ قلعہ آگرہ میں تھے۔ اُلمن صاحب ہندوستانی زبان میں کئی مفید کتابیں لکھ گئے ہیں۔ اُن کی کتاب دہرم تلا دیہاتی ہندؤں کے لئے نہایت مفید ہے۔ اُنہوں نے کئی گیت بھی تصنیف کئے جو آجکل روزمرہ گائے جاتے ہیں گیت مالا اور گیتاولی وغیرہ کتابیں بچوں کے لئے تیار کیں۔ کتاب سوال و جواب موسومہ دہرم گیان اکثر مشن سکولوں میں ہندو لڑکے لڑکیوں کو پڑھائی جاتی ہے۔ اپنی زندگی کا پچھلا حصہ اُنہوں نے پوپیت کے خلاف لکھنے میں صرف کیا۔ انگریزی۔ اُردو اور ہندی زبان میں اس قسم کی کتابیں تصنیف کیں۔ مسٹر اُلمن صاحب نے ہندی انجیل کی نظرِ ثانی ۱۸۵۵ء میں شروع کی اور کئی سال اس کام میں صرف کئے۔ اور یہہ انجیل جس کی نظرِ ثانی اُنہوں نے کی تھی بہت مدت تک مروج رہی۔ اپنی جوانی کے دنوں میں صاحب مرحوم بازاروں اور دیہات میں بڑی سرگرمی اور جانفشانی سے انجیل کی خوشخبری کا پیغام سُنایا کرتے تھے۔ وہ اپنے ہموطن مارٹن لوتھر کی طرح اپنے عقیدوں کو مضبوط ایمان سے مانتے تھے اور دل و جان سے اُن کے قایل تھے۔ اور کمال دلیری سے اُن کا بیان کرتے تھے۔ اُن کے مذہبی خیالات ایسے محکم اور صاف تھے کہ مذہب کے کسی مضمون اور پہلو پر اُن کی رائے کی نسبت شک اور شبہ کے خیال کا گذرنا ناممکن تھا۔ بڑی محنت اور وفاداری سے عرصہ دراز تک یعنی قریب ۵۵ برس تک مشنری خدمات کو انجام دیا۔ وہ کبھی سست اور بیکار نہ بیٹھے تھے بلکہ ہمیشہ کوئی نہ کوئی کام جسے وہ اِس دنیا میں مسیح کی اور خدا کی بادشاہت کا پھیلانے والا سمجھتے تھے کرتے رہتے تھے۔ خداوند کی خدمت کی انجام دہی میں جو سرگرمی۔ اور ایمانداری اور جانفشانی اُنہوں نے دکھائی وہ ہمارے لئے نمونہ ہیں۔ وہ اِس دُنیا سے کوچ کرنے کو تیار تھے کیونکہ اُن کی آنکھ اپنے خداوند کی حضوری کی خوشیوں پر لگی ہوئی تھی۔ خداوند توفیق دے کہ ہم سب کے سب اُن کی طرح اپنی خدمات کو انجام دیں جس طرح وہ خداوند کی خدمت کمال اطاعت اور بندگی اور جانفشانی سے بجالاتے تھے۔ اُسی طرح ہم بھی بجالاویں +

ہندوستان کی کلیسیا

ہندوستانی کلیسیا مشن سے پرورش پاکر ہمارے سامنے اپنے عالمِ شباب میں ہے پرورش مذکورہ بالا اگرچہ ایامِ طفولیت میں نہایت پسندیدہ اور ضروری ہے مگر عالمِ شباب میں طاقت کے قایم رکھنے کے ناقابل ہے۔ ہمارے دیسی بھائی بہت دیر تک بچوں کی طرح سلوک کئے جانیکو پسند نہیں کرینگے اور یہہ درست بھی ہے۔ وے آپ اپنی طاقت آزمائی کے لئے ایک کھلے میدان کے خواہاں ہیں جو اُن کو ضرور ہی ملیگا کیونکہ ان کی طبیعت اس امر کی خواہاں ہے اور طبیعت ہمیشہ اُسی چیز کو چاہتی ہے جو تندرستی اور طاقت کے لئے انکشاف کے مفید ہو۔ ہم غیر ملک کے رہنے والے اس سے زیادہ اور کیا توقع رکھ سکتے ہیں۔ اپنے ہندوستان میں آنے پر ہم نے خاص اسی مدعا کو پیش نظر رکھا ہے۔ یہی ہماری زندگی کا مقصد اور محبت کا ثمرہ ہے۔ یہہ ہماری زندگی ہے اور ہم اپنے بچوں کی زندگی میں زندگی بسر کرتے ہیں جس قدر ان کو کامیابی ہوتی ہے اُسی قدر ہم خوش ہوتے ہیں۔ ہم اُمید کرتے ہیں کہ ایک دن آئیگا جبکہ اُن کا اپنا گھر ہوگا۔ اور یہہ ایک ایسی اُمید ہے جس کو اس ہندوستانی ٹربی کانفرنس کا ہر ایک ممبر اپنے دل میں تا کہ انگلستانی یا پرسبٹیرین یا کانگریگیشنل چرچ میں بلکہ ہندوستانی چرچ میں جہاں وے اپنے انتظام سے حکومت کرینگی خوشی سے جگہہ دیتا ہے تب ہمارا کام بند ہو جائیگا اور ان کے نصف النہار کا آفتاب تمام عالم کو روشن کریگا۔ ولایتی مشنریوں کے ہندوستانی کلیسیا سے اس قسم کے تعلقات ہیں۔ ہم خدا کی وراثت کے خداوند نہیں ہم والدین ہیں اور وے فرزند ہیں۔ اگرچہ وقت آتا ہے جبکہ مسیح میں ان کے دس ہزار ہدایت کنندگان ہوں گے تو بھی ہم پولوس رسول کے ہم آواز ہو کر کہہ سکتے ہیں کہ ان کے بہت سے والد نہیں کیونکہ مسیح میں ہم نے اُن کو انجیل کے ذریعے جنا ہے اگرچہ وے آیندہ کو پانی سے سینچیں ہم نے پودا لگایا خدا نے اُس کو بڑھایا ہے ہمارا یہہ ہی رشتہ ہے اگرچہ ہم گھٹ جائیں لیکن ہمارا رشتہ ویسا ہی رہیگا + ایک مشنری کی رائے

مترجم

خاکسار مسیح الدولہ از کرسچین پیٹریاٹ

دستور العمل اخبار نور افشاں

قیمت سالانہ اہل شہر سے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ [illegible]

قیمت بیرونجات سے مع محصول ڈاک ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ [illegible]

قیمت دو کاپیوں یا اس سے زیادہ ایک ہی شخص کے نام پر فی کاپی ۔ ۔ [illegible]

ایک شخص کے نام سات کاپی کے دام وصول ہونے پر ایک کاپی مفت دیجائیگی + ہر حالت میں قیمت پیشگی لیجائیگی +

پادری۔ اے۔ ایچ۔ یونگ صاحب۔ اڈیٹر ان چیف۔ منیجر اخبار نور افشاں کے واسطے امریکن مشن پریس لودیانہ میں ایم۔ وائلی کے اہتمام سے چھپا